

نداۓ خلافت

www.tanzeem.org

48

مسلم اشاعت کا
32 واس سال



تanzeeem-eislami کا پیغام
خلافت راشدہ کا نکام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

۱۹ نومبر ۲۰۲۳ء / ۱۹ جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ

حسن و زیبائی کی بخشش و نعمت

بزم زندگی کی رہائی اور بخوبی ساخت آسانیوں میں اس درجہ نسبت مکمل ہو گئے ہیں کہ ہم قدرتی راستوں پر خود کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا، اور پسا اوقات تو تم ان کی تقدیر و تقديرت کے اعتراض سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر پڑھوں کے لیے اپنے آپ کو اس نظر سے بینے اور کر لیں تو معلوم ہو جائے کہ کہ کافیست حقیقت کا حسن، یعنی خلقت کی ایک عظیم اور بے پایاں بخشش ہے، لہذا کہ یہ جو حقیقت یا حسن میں اس کا اساس نہ ہو جائی تو زندگی کی زندگی نہیں ہے، اس کا حسن معلوم کیوں جیز ہوتی۔ ممکن ہے موت کی بدلیوں کا ایک حلول ہو؟ ایک نمر کے لیے تصور کیجئے کہ دنیا میں جو دینے میں بھر جائیں کہ تمام بلوں اور حسماں اور حسماں سے فائدی ہے۔ آجان ہے بگر فائدی یا کاہو یہ وہ تکلیف نہیں ہے۔ تارے چین، گرگان کی دریا شدیدی، جہاں چاہی کی یہ جلوہ آرائی نہیں ہے۔ درخت ہیں گمراہ بیرونی کے پاؤں میں گر گاہر رنگ رکھ رکھ لے۔ ایسی کا احتفال، ایسا کا حساب، صد اؤاں کا تتمم، مردوں کی تحریک کی تکمیل، ان میں سے کوئی بھی بھی وہ

وہ توڑیں رکھی جائیں کہا جائے کہ ہم میں ان کا احسان نہیں ہے۔ خود کریں، ایک ایسی زیبائی کے ساتھ زندگی کا تصور کتنا بھی لٹک اور ہونا کے مکھریں کر دیتے ہیں ایسی زندگی، جس میں نہ تو حسن کا احسان اور حسن کی جلوہ آرائی، نہ کاہو کے لیے سر و ہون و ماءع کے لیے طاہرات، نہ چند باتیں کی رفتہ، ہون و گھوسات کی لحاظت، پیچنے خطاب و جمالاتی کی ایک ایسی حالت ہوتی۔ جس کا تصور بھی ہمارے لیے ہے، اُنہیں برداشت ہے!

لیکن ہم قدرت نے ہمیں زندگی دی، اس نے یہی طریقہ کی سمجھا کہ زندگی کی سب سے ہی فوٹ یعنی حسن و زیبائی کی بخشش سے بھی ملاماں کر دے۔ اس نے ایک ہاتھ سے ہمیں حسن کا احسان دیا، وہ سے ہمیں ہمیں کو جلوہ حسن بنا دیا۔ میں حقیقت بے ہوشیں رفتہ کی موجودگی کا تجھیں، لیتی ہے۔ اگر پروردہ حقیقت کے پیچے صرف خالقیت ہی ہوتی،

لئے ایسی حقیقت

رفعت نہ ہوتی۔ یعنی پیغام اکر نے یاد ہوا جائے کہ حقیقت ہوئی بگراہوادہ و پیشان کا ارادوں نہ ہوتا،
تو پیغام کا کافیست حقیقت میں خلقت کے لائل، اس کا پیغام مکمل ہے اسی کی وجہ پر ہمیں بھی نہ ہوتا!

اس شمارے میں

غزوہ کی پکار

امت مسلم کے لیے سماں کی لائی عمل

ہندو اور ہندوستان

مہمانِ محنت نہیں، رحمت ہے!

تحریر اتاتے جہاں چارسوے

غزوہ: جنگ یمنی کے بعد کی صورت حال

قرآن اہل ایمان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے



﴿ آیات: 79-76 ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ النَّمَاءِ

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنَىٰ إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ^{٦٧}
وَإِنَّهُ لَهُدَىٰ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُوْمِنِينَ^{٦٨} إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحِكْمَةٍ وَهُوَ
الْعَزِيزُ الْعَلِيُّمُ^{٦٩} فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ^{٦٩}

آیت: ۷۶: ﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنَىٰ إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ﴾ ”یقیناً یہ قرآن کھول کر بیان کر رہا ہے جن اسرائیل پر اکڑوہ با تیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔“

تورات کا نزول قرآن سے دو ہزار سال پہلے ہوا تھا۔ اصل کتاب متواتر پہلے گم ہو چکی تھی، پھر ایک عرصے بعد اسے یادداشتوں کی مدد سے دوبارہ مرتب کیا گیا اور ہنی اسرائیل نے اپنی من پسند روایات کے ذریعے سے بہت سی غلط روایات میں اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیں۔ جیسے اقبال نے کہا ہے: ”ع ”یہ امت روایات میں کھو گئی!“ بہر حال قرآن نے ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیا اور حقیقت ہر پہلو سے مسکنف ہو گئی۔

آیت: ۷۷: ﴿وَإِنَّهُ لَهُدَىٰ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُوْمِنِينَ﴾ ”اور یقیناً یہ (قرآن) بدایت اور رحمت ہے اہل ایمان کے حق میں۔“

آیت: ۷۸: ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحِكْمَةٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيُّمُ﴾ ”یقیناً آپ کارب فیصلہ کر دے گا ان کے درمیان اپنے حکم سے۔ اور وہ زبردست ہے سب کچھ جانتے والا۔“

آیت: ۷۹: ﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ﴾ ”تو (اے نبی مسیح یا میریم!) آپ توکل کیجیے اللہ پر۔ یقیناً آپ ہی واضح حق پر ہیں۔“

آپ کی دعوت میں کسی قسم کا کوئی تکش و شب نہیں۔ آپ کا موقوف حق و صداقت پر بنی ہے۔



قرآن تمہارے حق میں یا خلاف جھت ہے

درس
حدیث

عَنْ أَبِي مَالِكِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْقُرْآنُ جُحْدَةُ اللَّهِ أَوْ عَلَيْكَ)). ((صحیح مسلم))
حضرت ابو مالک اشعریؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے روز) قرآن مجید تیرے حق میں گواہی دے گا یا تیرے خلاف گواہی دے گا۔“

تشریح: جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے قرآن قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا، اس کے لیے سفارش کرے گا اور جس نے قرآن کو چھوڑ دیا قرآن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

ہندوستان مخالفت

تاختلافت کی جان اور جیاں ہو پھر استوار
الگنیں سے ڈھنڈ کر اسلام کا تکبیجگر

تنظيم اسلامی کا ترجیحان نظماء خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد روح

5 تا 11 جادی الثانی 1445ھ جلد 32
19 تا 25 ستمبر 2023ء شمارہ 48

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون فرید اللہ مروٹ

نگران طباعت: شیخ حسین الدین

پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع: بشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریلیں، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ میان رود ڈی بنگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042 35473375-78

E-Mail: markaz@tanzeem.org

مقام شاعت: 36-کنائذ ناؤں لاہور 54700

فون: 03-35834000-501-358969501
nk@tanzeem.org

قیمت فیشنہار 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونی ملک..... 800 روپے

بیرونی پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)

انڈیا، پورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)

ڈرافٹ: منی آرڈر یا پی آرڈر

مکتبہ مرکزی امتحن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا ضمناً تکمیل حضرات کی تھام آزاد
سے پورے طور پر تحقیق ہونا ضروری نہیں

ہندو اور ہندوستان

انہیوں صدی سے رصیف کا ہندو دنیا کو یہ تصور دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہندو ہندوستان میں ایک غالب قوت ہے۔ آج کا بھارت دنیا کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گیا ہے کہ ہندوستان آغاز سے ہی ہندوؤں کا ہے۔ وہی اس کی قسم کے ماں ہیں اور وہی اس پر حکمرانی کا حق رکھتے ہیں۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے بہت مناسب ہو گا کہ ہم مختصر ترین الفاظ میں ہندوستان کی تاریخ بیان کریں۔ تاریخ واضح کرتی ہے کہ ہندو کبھی ہندوستان کو متحد نہیں رکھ سکا۔ لہذا ہندو کا پورے ہندوستان پر حکومت کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ ہندو کثیر یہ دعویٰ اشوکا کی موری سلطنت کی بنیاد پر کرتے ہیں جو 250 قم میں تھی جبکہ تاریخ کے ایک معنوی طالب علم کو بھی معلوم ہے کہ وہ سلطنت بدھ مت کی سلطنت تھی اور وہ بھی پورے ہندوستان پر محیط نہیں تھی۔ دنکن، جنوبی ہندوستان، شمال مشرقی ہندوستان کا ایک بڑا علاقہ، جنوب مغربی پنجاب کا ایک بڑا علاقہ، مغربی سندھ اور بلوچستان بھی اس سے باہر تھے۔ پھر پہلی صدی سے لے کر 12 ویں صدی عیسوی تک وسط ایشیا سے آئے ہنوں اور ہنروں نے ہندوستان میں مختلف سلطنتیں قائم کیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ہندوستان پر غلبہ ہو گیا۔

ہندوستان کے شال مغربی پیاری سلسلہ کو ہندو گش کہتے ہیں۔ کیونکہ حقیقی اقوام نے ہندوستان میں ہندوؤں کی درگست بنا لی وہ سب اسی پیاری سلسلہ سے ہندوستان میں داخل ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے غزنوی، غوری، خاندان غلامان، تغلق اور پھر مغل ہندوستان کے حکمران رہے۔ اگرچہ ہندوستان کی بعض ریاستوں میں ہندو راجہ حکمران رہے۔ لیکن پورے ہندوستان پر حکومت کرنا بھی بھی ہندوؤں کے بس کی بات نہ تھی۔ ہندوستان تاریخ میں صرف 2 ادوار میں متحد ہوا ہے۔ پہلے مغلوں نے متحدہ ہند پر حکومت کی اور بعد ازاں انگریز پورے ہندوستان کا حکمران بننا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے کلیدی روں ادا کیا۔ لہذا جنگ میں ناکامی کا سار انزالہ مسلمانوں پر گرا۔ انگریز نے مسلمانوں کو بڑی طرح کچلنے کا تدبیر کر لیا۔ ہندوؤں کی حوصلہ افزائی کی۔ انہیں نہ ہب کی بنیاد پر ایک تحرک قوم بننے کی راہ دھائی دگرہ ہندوؤں کا معاملہ تو یہ تھا کہ صدیوں کی نسل درسل غلامی نے انہیں ایک بی بات سمجھائی تھی کہ جو آئے اس کے آگے با تھوڑے کھڑے ہو جاؤ۔ یہی وجہ تھی کہ انگریز کے عہد سے پہلے ہندوؤں کی کوئی مراحمت، کوئی عسکری تنظیم وجود میں نہ آئی تھی۔ کیونکہ مراجحت تصادم کا خطروہ مول لیے بغیر نہیں کی جا سکتی اور اس وقت ہندو کی یہ سوچ میں بھی نہ تھا۔ انگریز کے دور میں آرائیں ایسیں بی اور انگریز کے دور میں میں ہندو مسلم فسادات شروع ہوئے۔ ہندو کو کیونکہ یہ احساس تھا کہ ہندو کبھی بزرگ شیر پورے ہندوستان پر حکومت کر سکا اور نہ بزرگ بازو آئندہ بھی پورے ہندوستان کا حکمران بن سکے گا۔ لہذا جب مغرب کو جہوریت نے پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ہندوستان نے نکالنے کے لیے عوامی تحریکیں شروع کر دیں جن میں سے ”ہندوستان چھوڑو“، ”جیسی عوامی تحریک بہت مقبول ہوئی کیونکہ ہندو بھی یہا تھا کہ اب ہندوستان پر دن میں دن و دوٹ کی بنیاد پر حکومت ہو گی اور اس کی ہندوستان میں اکثریت ہے۔ شود کو کسی بڑی ذات کے ہندو کی عبادت گاہ اور اس کے بت کے قریب پہنچنے کی بھی اجازت نہیں، لیکن دن و دوٹ ہندوؤں کو دیے بغیر اس کا چارہ نہیں۔ لہذا ہندوؤں نے آل اٹیا کا انگریز کے نام سے 1885ء میں باقاعدہ ایک سیاسی جماعت قائم کر لی جو انگریزوں

15 اگست 2019ء کی واردادات کو درست قرار دیا گیا، اس بات کا ثبوت ہے کہ ہندوستان میں حکومتی اور ریاستی سطح پر عالمی قوانین کی دھیان اُڑائی جا رہی ہیں اور بنیادی انسانی اخلاقیات کا بھی جنازہ نگل چکا ہے۔ ہندوؤں کی موجودہ حکومت عیسائیوں اور دوسرے غیر ہندوؤں کو بھی برداشت نہیں کر رہی۔ انہیں بھی تنگ کیا جا رہا ہے اور پیغام دیا جا رہا ہے کہ بھارت میں جو ہے گا ہندو ہی بن کر رہا ہے گا۔ ہندو کی یہ سوچ اور طرزِ عمل نیا نہیں ہے۔ ان کی فکر اور سوچ آغاز سے ہی یہ ہے کہ کمزور کی گردان پر پاؤں رکھ دو اور طاقتور کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔

چین سے رصدی چھپر پوں اور اس کے بھارتی علاقے پر قبضہ کے باوجود نزیدر مودی چین کا نام مند سے نہیں نکالتا۔ افغانستان میں افغان طالبان کی پیش قدمی پر سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگا ہے۔ لیکن پاکستان کے خلاف جھوٹ پھیلانے اور گمراہ کن پر و پیگانہ کرنے کے ایسے ریکارڈ قائم کر رہا ہے جن کی دنیا میں مثل نہیں ملتی۔ بھارت پوری تنگ و دو میں ہے کہ پاکستان کو سیاسی اور سفارتی سطح پر تباہ کر دے اور دنیا پاکستان کی ہر قسم کی امداد بند کر دے۔ مصیبت یہ ہے کہ آج بھی پاکستان میں پکجھ لوگ یہ درس دے رہے ہیں کہ ہبھ صورت پاکستان کو بھارت سے دوستی کا دم بھرنا چاہیے۔ ہم بھارت سے بُلٹنی اور کشیدگی ختم کرنے کے حق میں ہیں لیکن ہمیں ہندو ذہنیت کو بھختی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے درحقیقت پاکستان کا وجود مسئلہ ہے وہ ہندوستان کی تھیں کو آج بھی سیاسی ہی نہیں اپنے مذہب کے عقائد نظر سے بھی غلط سمجھتا ہے لہذا اسلامی جمہوریہ پاکستان کو زندہ اور پاکنده دیکھنے کے لیے اسے ہر سطح پر مضبوط و محکم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ہندو ذہنیت کے حوالے سے پھر اس بات کا اعادہ کریں گے کہ وہ پاؤں پڑنے والے کو تھوکریں مارتا ہے اور گردن دبو پختہ والے کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے۔

قصہ کوتاہ پاکستان اگر زندہ اور قائم رہ سکتا ہے تو صرف مضبوط اور مستحکم ہو کر رہ سکتا ہے۔ ضعف، کمزوری اور زیر دستی خود کو شی ہے۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ دو اور دعا دنوں کی جائیں یعنی ایک طرف اپنے گھر کو درست کیا جائے ملک میں اتحاد، اتفاق، اخوت، بھائی پارے اور برداشت کی فضاقائم کی جائے اور دوسری طرف اپنا قبلہ درست کیا جائے۔ اس وقت ملک سیاسی عدم استحکام کا شکار ہے اور محیثت میں پڑتیں گروٹ ہے۔ اس حوالے سے یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ استحکام پاکستان درحقیقت پاکستان میں دین اسلام کے مکمل نہاد سے ہی ممکن ہے۔ یہ بات اب ہمیں اور دنیٰ مطالبہ ہی نہیں رہا کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے پاس کوئی دوسرا آپیش سرے سے رہا ہی نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مصنوعی سہاروں سے نجات حاصل کریں۔ اس ہستی کا دامن پورے خلوص اور مضبوطی سے تھام لیں۔ گویا پاکستان میں وہ نظام قائم کر دیں جس میں ہمیں کائنات کے مالک اور رب کا سہارا حاصل ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سواتم سہارے سراب ہیں، دجل و فرب ہیں، جو ہمیں ہلاک کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فیصلہ اور پھر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

ہندوستان چھپر نے کا پیروز مرطابہ کرنے لگی۔ یہی ایک واحد راستہ تھا جس سے ہندو کو تمام ہندوستان پر حکومت کرنے کا تاریخ میں پہلی بار موقع میر آ رہا تھا۔ اسی خواہش کی مکملی کے لیے گاندھی کہتا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا کیونکہ پاکستان کے قیام سے ہندو تقسیم ہوتا تھا اور تقسیم ہند کے فیصلے کے بعد بھی جو پاکستان کے بارے میں کہا جاتا رہا کہ وہ چند سال بکشکل اپنا وجود قائم رکھ سکے گا۔ یہ وہ خواہش تھی جو وقاً فوْقاً الفاظ کا روپ دھارتی رہی۔

ہندو عسکری لخاذ سے یقیناً ایک نیم مرد و قوم تھی اور شاید اب بھی ہے، لیکن یہ انگراف لازم بتا ہے کہ ہندو ایک کامیاب کاروباری ہے۔ بھارت کے معاشی طیار سے پاکستان سے آگے نکلنے کی کمی و جو باتیں ہیں۔ لیکن یقیناً ایک یہ بھی ہے کہ ہندو کو کاروباری معاملات میں مسلمان پر واضح طور پر برتری حاصل ہے اور آج کی دنیا چونکہ مادہ پرستی کے حوالے سے اپنی معراج پر نظر آتی ہے لہذا غیر ملکی کی کیا بات کریں مسلم دنیا نے بھی اسے با تھوں ہاتھ لیا اور بھارت سے تعاون کو اپنے مفاد میں سمجھا۔ انتہائی بد قدمتی کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں نے چاہے سو میلین تھے یا فوجی بولٹ ٹھوٹ سے پاکستان کا معاشی دیوالیہ نکال دیا اور پاکستان اقتصادی طور پر مغلوق ہو گیا۔ قرضوں کے انبار کھڑے ہو گئے لہذا ملکی اور ہمین الاقوامی سطح کے فیصلے ملکی مفاہیں بیکھرے قرض خواہوں کی ڈنیشن پر ہونے لگے۔

دوسری جانب یورپ اور امریکہ نے بھارت سے تعاون ایک ایشی مسلم ریاست ہونے کی وجہ سے بھی کیا۔ سوویت یونین کی ٹکلست دریخت سے قبل مغرب ہندو دوست ہونے کے باوجود پاکستان کو دوستی اور محبت کا جھانس بلکہ دھوکہ صرف اس لیے دیتا رہا کہ اس کے سرمایہ دار انش اظام کو کمیونزم سے خطرہ تھا، جس سے نہیں کے لیے وہ پاکستان کو بطور ذہاں استعمال کر رہا تھا۔ لیکن جو ہمیں سوویت یونین اور کمیونزم زمین بوس ہوئے مغرب کا اصل چیزوں سامنے آگیا اور وہ محل کر بھارت کا پشت پناہ اور پاکستان کا دشمن بن کر سامنے آگیا۔ نائن الیون کے بعد پھر پانسہ پلٹا پاکستان ایک بار پھر امریکہ اور مغرب کی ضرورت بنا لیکن انسوں صد انسوں کہ ہمارے احمق اور اقتدار کے لیے مر منہ والے حکمرانوں نے اپنے دشمن کے با تھوں استعمال ہونا قبول کر لیا۔

ہمیں یہ بھی اعتراض کرنا ہو گا کہ یہی جس پی کی مودی حکومت نے ہندوستان کی سابقہ حکومتوں کی منافقت کا پروردہ چاک کیا اور اعلانیہ طور پر کہا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے اور وہ جلد غیر ہندوؤں کا ہندوستان سے خاتمہ کر دیں گے۔ انہوں نے اس نظرے کو عملی ٹھکل دینے کے لیے "مسلمان کا اسٹھان: پاکستان یا قبرستان" کے نام کو عمومی تجویزی اور ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی ایجنر کر دی ہے۔ انہوں نے آئینی تراجم کر کے مقبضہ کشیر کو بھارت کا حصہ بنایا ہے اور وہاں ظلم و قسم کی نئی داستانی رقم کی ہیں۔ کشمیر اس وقت ایک بڑی جیبل کی صورت اختیار کر چکا ہے جہاں لوگ اذیت ناک زندگی گزار رہے ہیں۔ الیہ یہ ہے کہ نام نہاد سیکلر اور جمہوری ہندوستان کی اعلیٰ عدایہ اور دیگر ادارے بھی مودی کی مسلمان دشمنی کی پالیسی میں اس کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہیں۔ بھارتی پریم کوثر کا حالیہ فیصلہ جس میں 370 اور 35A کو ختم کر دینے کی مودی حکومت کی



امن مسلمہ کے لیے سہ نکاتی الاجعل

(سورہ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کی روشنی میں)



جامع مسجد قرآن اکیڈمی، کراچی میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تعلیم و تربیت محترم خورشید احمد کے 08 دسمبر 2023ء کے خطاب جمعیتی تفصیل

﴿فَاقْتُلُوا اللَّهَ مَا أَسْتَطَعْتُمْ﴾ (النیکون: 16) کا ہو کر شہیں رہنا۔ جیسے ایک شخص بازار میں کسی ضروری کام سے جارہا ہوتا ہے وہ دامیں بائیں نہیں دیکھتا بلکہ سایہ حدا اپنا کام کرتا ہے۔ بنده مومن اتنا فارغ نہیں ہے کہ وہ اس دنیا کے اندر اچھے کر رہے جائے۔ وور حاضر کی مثال یہ ہے کہ اگر نہیں پر بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہوں اور دہان سے کوئی گزر رہا تو وہ ہر قسم پھونک پھونک کر رکھے گا۔ اسی طرح تقویٰ یہ ہے کہ انسان دنیا میں ہرگز اور ہر برائی سے بچ کر چلے۔ ہمارے دین میں توحید کے اتزام کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: «وَلَا تَمُوتُنَّ أَلَا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ» (آل عمران: 104) اے اہل ایمان اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

دین کا اصل مخاطب فرد ہے۔ بقول شاعر افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ہر فرد ہے ملت کے مقدمہ کا ستارہ جب کوئی شخص عمارت بنانا چاہتا ہے تو اس کی پہلی ترجیح اچھیں اینہوں کا انتخاب ہوتا ہے۔ امیثیں مخطوط ہوں، کمزور اور نقص والی نہ ہوں۔ دوسرا ان اینہوں کو جوڑنے والا مسالا صحیح ہو۔ پھر وہ عمارت جس مقصد کے لیے قائم کی جاتی ہے وہ ملحوظ خاطر ہے۔ بعینہ یہی چیز بیان پر بیان کی جاری ہے کہ امت مسلمہ کا ایک ایک فرد ایک اینٹ کی مانند پختہ ہو۔ اس کے لیے پہلا نکتہ یہ بیان ہوا:

پہلا نکتہ: اللہ کا تقویٰ

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین! جب انسان کسی خاردار جنگل سے گزر رہا تو وہ اپنا اہم سمجھا جا کر، اپنے ایک مرتبہ آپ ﷺ نے زبان کو پکڑ کر صاحب سے فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ کہا جاتا ہے کہ جو چپ رہ گیا وہ نجات پا گیا۔ اے گے فرمایا:

مرتب: ابو ابراہیم

صحابہ کرام جملہ کارو بیہیہ یہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔» (تفہیم علیہ) اگر تو بکی تو توفیق ہی نصیب ہی نہ تو کہاں سے ایمان آئے گا اور اس حالت میں موت آئی تو تکنی حضرت ناگ موت ہوگی۔

نکتہ 2: ترقی میں مت پڑو

زیر مطالعہ آیات میں آگے فرمایا:

«وَاعْتَصِمُوا بِحَسْنِ اللَّهِ الْجَيْنِ عَوْنَّا وَلَا تَفْرُّقُوا صِنَعَ» (الله کی ری کو مشبوطی سے تھامِ مولیٰ جل جل کرو اور ترقی میں ش پڑو۔» (آل عمران: 103)

اللہ کی ری کیا ہے؟ سورہ الحجج میں فرمایا ہے:

«وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ طَ» (الحج: 78) اور اللہ کے ساتھ چلت جاؤ۔

جیسے عیاسیوں میں روانج پڑ گیا کہ جنگلوں اور حرازوں میں جا کر تپیاں ہیں اور ریاضتیں کی جارہی ہیں، کسی سے ملا تقویٰ کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔ پھر سورہ النیکون کی آیت نازل ہوئی:

پھر بھی سبق نہیں سیکھا اور ابھی تک سرکشی کی روشن پر ہیں۔ آگے فرمایا: «كَنْدِلَكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَيْتَهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ» (۴۰) ”ای طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات واضح کر رہا ہے تاک تم راہ پاؤ (اوچھی راہ پر قائم رہو)۔“ (آل عمران)

تیسرا نکتہ: امر بالمعروف و نهى عن المنكر

وَلَشَكُنْ مِنْكُمْ أَمَةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا نَهْنَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ طَوْلًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۴۱) ”اور تم میں سے ایک جماعت اسکی ضرورت ہوئی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دئیکا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے۔ اور یہ لوگ فلاں پانے والے ہیں۔“ (آل عمران)

وہ امت یہی مسلمان امت ہے جس کی یہ ذمہ داری اللہ نے لکھی تھی۔ اسی لیے اسے خیر امت قرار دیا گیا تھا: ”تم وہ بہترین امت ہوئے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا

تیرے دین کو قائم اور نافذ کر سکیں۔ ارشادِ بانی ہے: ”اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عبد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے نواز دے گا تو ہم خوب صدقہ و خیرات کرنی گے اور نیک ہن جائیں گے۔“ (التوبہ: 75)

اللہ نے ایک خط وہ دیا کہ لے لو۔

وَيَكْسِنْ كَرْمَ كَيْمَا كَرْتَهْ بُوا!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں خوشحالی عطا کی۔ اگر کوئی ہندوستان سے پاکستان آتا تھا تو وہ سمجھتا تھا کہ میں کسی غریب ملک سے کسی امیر ملک میں آ گیا ہوں۔ کیا کچھ نہیں تھا یہاں پر؟ لیکن اس کے بعد ہم نے کیا کیا ہے؟ جو وعدہ اللہ سے کیا تھا اسی سے مکر گئے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ اللہ کے عذاب کا کڑا ہم پر پرسا ہے۔

ہمارے ہزاروں فوجی ہندو کی قید میں چلے گئے۔ پوری اسلامی تاریخ میں کبھی اتنی ذات نہیں انہلی پڑی۔ لیکن ہم نے

یہاں واضح کیا کہ اللہ کی ری کے ساتھ چھٹ جاؤ۔ ”حضرت علیؑؒ سے روایت ہے: ”قرآن ہے اللہ کی مضبوط ری ہے!“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (المددود من النساء الى الأرض) جو آسان سے زمین سکتی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (المددود من النساء الى الأرض) جو آسان سے زمین سکتی ہوئی ہے۔

تیسرا روایت میں مزید وضاحت ملتی ہے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مجہ نبیوں میں تشریف لائے اور ایک سوال کیا تھا اس باس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ قرآن اللہ کی جانب سے آیا ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے کہا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: پس تم خوشیاں مناؤ، پس تم خوشیاں مناؤ۔

اس لیے کہ قرآن کا ایک سر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر اتمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس سے بڑی چیز تھیں کیا حاصل ہو گی۔ آگے فرمایا: (وَإِذْ كُرُوا نَعْمَلُ اللَّهُ عَلَيْنَكُمْ إِذْ لَكُنْتُمْ أَغْدَى فَالْفَلَقُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَضَبَخْتُمْ بِعِنْعِنَةٍ إِخْرَاقَ) ”اور ذرا بید کرو و اللہ کا جوانح تم پر ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کے اندر افاقت پیدا کر دی۔ پس تم اللہ کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔“ (آل عمران: 103)

قبل از اسلام قبائل کے مابین دہائیں اور صدیوں تک جنگیں چلتی رہتی تھیں مگر عداوت کی آگ تھی کہ خندی نہ ہوتی تھی۔ بقول مولانا حامی

کہیں پانی پینے پلانے پہ جگہ کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جگہ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے مواتا خاتم کروائی تو کیفیت یہ تھی کہ سکے بھائیوں سے زیادہ پیار تھا۔ اپنے کاروبار اور جانیدادوں میں ایک دوسرے کو شریک کیا۔ آگے فرمایا: (وَلَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ قِنْهَنَالنَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ قِنْهَنَاطَ) ”اور تم تو آگ کے لڑائے کے کنارے تک بُنگی کے تھے (بس اس میں گرنے ہی والے تھے) تو اللہ تک بُنگی اس سے بچالیا۔“ (آل عمران: 103)

اب اس کی تطہیہ ہم اپنے اوپر کریں۔ متوجه ہندوستان میں ہمیں کس قدر ہندو کا خوف تھا۔ ہندو عددی اکثریت، وسائل تعلیم اور وزارگاری سمیت ہر چیز میں ہم سے آگے تھا۔ وہ میں طرف مسلمان ہر لحاظ سے پیس رہا تھا۔ پوری مارکیٹ میں صرف ایک دو کا نیم مسلمانوں کی ہوتی تھیں باقی سب تجارت ہندو کے پاس تھی۔ ہم نے دعا نہیں کر کر کے پاکستان حاصل کیا کہ اے اللہ! ایک خط وہ عطا کر جس میں ہم

ناجازِ صہیونی ریاست اسرائیل کو کسی صورت تسلیم نہیں کیا جا سکتا

شجاع الدین شیخ

ناجازِ صہیونی ریاست اسرائیل کو کسی صورت تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات تسلیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ مگر ان وزیر اعظم پاکستان کے ایک بھی تو پی پاشتو یوں میں دیے گئے اس بیان پر کہ اسرائیل کے حوالے سے بانی پاکستان قائد اعظم کا موقف حرف آخر نہیں اور اس میں زمینِ حقائق کے مطابق تهدیلی کی جا سکتی ہے، انہوں نے افسوس اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کیا مملکت خدادا پاکستان کے وزیر اعظم کو معلوم نہیں کہ پاکستان کا اسرائیل کو تسلیم نہ کرنا نہ صرف ہماری سیاسی پالیسی کا حصہ ہے بلکہ دینی تعلیمات کا لازمی جزو ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صہیونی ریاست کی اعلیٰ قیادت آغاز سے ہی پاکستان کو اپنا اصل مدد مقابل اور حریف قرار دے رہی ہے۔ لہذا میں بھی اس حقیقت کا ادراک ہوتا چاہیے کہ اسرائیل اسلامی پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لیے ہر جرہ استعمال کرے گا۔ انہوں نے غزہ پر مسلسل وحشیانہ اسرائیلی ہماری پرروں کی جانب سے اقوامِ تحدہ کا غزنس بلا نے کے مطالبے پر تصریح کرتے ہوئے کہا کہ اقوامِ تحدہ درحقیقت عالمی استعمار کی باندی ہے اور سیکوئی کو نسل میں غزہ میں جگ بندی کی قسم کو شوشن کو امریکہ و یونیکر چکا ہے۔ لہذا اسرائیل فلسطینی مسلمانوں کی نسلِ اٹھی سے روکنے کے لیے کسی کا غزنس کی نہیں بلکہ عملی اقداماتِ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ امیر تسلیم نے کہا کہ مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور اسرائیل کی درندگی کے خلاف غزہ کے مسلمانوں سے اظہار بھگتی کے لیے تسلیم اسلامی 15 دسمبر 2023ء، ”حرمت مسجدِ اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری“ کے عنوان سے ایک ملک گیر ہم کا انعقاد کر رہی ہے۔ انہوں نے عوامِ الناس اور مذہبیاً سے اپنی کی کہ اس دینی فریضہ کی ادائیگی میں تسلیم اسلامی کا بھرپور ساتھ دیں تاکہ پاکستان اور امانت مسلمہ کے دکمہ مہماں کے حکم انوں اور مقننِ طبقات کو مسلمانان فلسطین کے تحفظ کے لیے عملی اقدامات کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشتافت، تسلیم اسلامی، پاکستان)

بے قسم حکم کرتے ہوئیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے اور تم
یمان رکھتے ہو اللہ پر۔“ (آل عمران: 110)

اسی طرح سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

”اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک
امامت و سلطنتیاں ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر
گواہ ہو۔“ (ابقرۃ: 143)

یہ اس امت کے ذمکام تھے جو اسے کرنے تھے لیکن آج
ساری امت سوڑتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے کیر بیر کی
لگنگر ہر کسی کو ہے۔ یعنی ان کی دلچسپیوں کا مرکز دخور ہے۔

وین کے ساتھ کوئی حلقی نہیں ہے۔ ان حالات میں جو جاگ چائیں، جنمیں ہوش آجائے اُنہیں چاہیے کہ وہ ورسوں کوچی جائیں۔ وجہاگتے جائیں وہ ایک جماعت میں منظم ہوتے جائیں۔ فرمایا:

(یَدِ عُونَدِ اَلْخَنِیَّ) ”جو خیر کی طرف رفت دے۔“

خیر وہی ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے خیر ارادیا۔ اس کی طرف لوگوں کو بیا جائے۔ سب سے بڑا خیر قرآن ہے۔ سورہ یونس میں فرمایا:

﴿هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (یونس) ”وہ کہیں بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ سچ کرتے ہیں۔“ اس قرآن کی طرف لوگوں کو بولایا جائے۔ تمہاری فلاح اور خدا تعالیٰ کا اقتدار کے لئے ۶۲۷ ک

بوجات اب اس مرحان سے ساھ وابستہ ہے۔ بواں کے ساتھ چڑیا وہ کامیاب ہو گیا۔ یہ کامیابی کی خلافت ہے۔ ساختے تو تم بھی ہیں، قرآن کا صحیح اگر کہیں گرا ہوا ہوتا ہم شکا کر چوم کراؤ پر رکھتے ہیں، بعض لوگ عطر وغیرہ بھی لگادیتے ہیں۔ اس کی حفاظت اور تحریر بھی کی جاتی ہے۔ جو لوگ قرآن

لی اتنا ہی رتے ہیں ان کے خلاف ہم مقابہ پر بھی لرتے ہیں لیکن یہی قرآن کہتا ہے کہ سو دلیل نہیں سے باز آ جاؤ گیں
تمارے کام پر جوں تک نہیں رسنگتی۔ یہی قرآن کہتا ہے:
وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُ

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٦﴾

الفیسقون (۲) (المائدہ)
ہم اور سے متین میں اور سے نکال لیتے ہیں۔ یہی قرآن
کہتا ہے کہ رکو کا بھائی کا نبی ہم تلاوت کے لیے اس کو پڑھ
لیتے ہیں۔ اللہ اللہ خیر سما۔ قرآن کہتا ہے:
الزَّانِيَةُ وَالرَّأْنِيَةُ فَاجْلِدُوهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
يَمَائِةً جَلْدَةً (انور: ۲) ”زنگرنے والی عورت اور زنا
کرنے والے مردوں میں سے ہر ایک کو سو گولہ مارو۔“

بهم نس میکیوں کا حساب کر لیتے ہیں کہ ہر ہر حرف پر دس
میکیاں ہیں لیکن اس کی تعلیمات پر عمل کتنا ہے؟ ہم سب کو
اپنے گزر بینا توں میں جھکا جانا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: ”قرآن والو! قرآن کوں اپنا نکلیا ہی نہ بنالو۔“
ہم قرآن کو جسمی لحاظ سے پیچھے پیچھے لے کر منعی
لحاظ سے پھینکا ہوا ہے۔ افرادی و اجتماعی دونوں سطحوں پر
قرآن کے ساتھ ہمارا سبی سلوک ہے۔ فرمایا:
”وَيَأْمُونُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاونَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط“
”یعنی کا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے۔“

امر بالمعروف اور نهى عن المنكر فرانغل کا ایک جوڑا ہے جس کا حکم قرآن میں کم از کم دس مرتبہ آیا ہے۔ اللہ کی شان بھی سبیکی میان ہوئی کہ:

«إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ مَا أُكْلِيَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَا عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ»
(انقل: 90)﴾ (یقیناً اللہ حکم دیتا ہے عدل کا احسان کا اور قرابت داروں کو (ان کے حقوق) ادا کرنے کا اور وہ روکتا ہے بے حیائی، برائی اور سرکشی سے۔“

اسی طرح نظرت اور حکمت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ حضرت
القمان نے اپنے میئے کو نصیحت کی:
”اے میرے پچھے انہماں قاتم کردا اور نیکی کا حکم دو اور برائی
کر کے،“ (۱۷: ۲۰۱) (۱)

پھر حضور ﷺ کی شان یہ بیان کی گئی جیسے تورات میں آیا ہے: جب آئیں گے تو معرفات کا حکم دیں گے اور منکرات سے روکیں گے۔ اسی طرح صحابہ کرام ﷺ کی شان یہ بیان کی گئی ہے:

اور ایمان والے مداروں ایمان وائی گورنمنٹ یہ سب ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ وہ نئی کا حکم دیتے ہیں بُدھی سے روکتے ہیں۔” (الاتبہ: 71)

ہم اپنا جائز لے سکتے ہیں کہ ہم نے کون سی روشن اختریار کی مدد سے یہ بھی کا حکم دیتے ہیں اور یہی سے روکتے ہیں۔“ (التوہبہ: 67)

ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ہوگا جب تم امر بالمعروف اور نبی من المکر چھوڑ دو گے؟ صحابہ کرام حیران ہوئے کہ ایسا بھی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے آگے کیا ہوگا کہ جب تم مکر کا حکم دو گے اور معروف سے روکو گے۔ آج یہی کچھ تو ہو رہا ہے۔ اگر کوئی نوجوان داڑھی رکھ لے تو گھر میں قیامت آجائی ہے یا کوئی پیچی پردہ کر لے تو اس کو کن کن پیچروں سے ڈرایا جاتا ہے۔ اگر اللہ کی

حکمیت کی بات کر لی جائے، قرآن و سنت کی بالا دستی کی بات کر لی جائے تو ایو انوں میں زلزلہ آ جاتا ہے کہ کس نمائی کی بات ہو رہی ہے۔ سود کے کاغذتے کی بات کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ سود کے بغیر ہماری معیشت کیسے چلے گی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے یقین فرماتے ہیں کہ سوچو یا کام ہواں کا نجاح نکلتی ہوتا ہے۔ آج ہم اس سودی نظام کی بدولت باقاعدہ جزیہ ادا کر رہے ہیں۔ سورہ النور میں فرمایا: ﴿كُثُرٌ يُعْطَوْا الْجُزْيَةَ عَنْ تِيْبَانٍ وَهُمْ ضَغُوفُونَ﴾ (النور: ٢٧) ”یہاں تک کہ وہ اپنے باتحصہ جزیہ پیش کریں اور چھوٹے (تابع) بن کر رہیں۔“

آج ہم آئیں اپنے کو جزیہ ادا کر رہے ہیں کیونکہ ہم اس کے غلام بن چکے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے وزیر اعظم نے بلوں میں کمی کے حوالے سے بڑھک مار دی، لیکن پھر رجب عربیا کیونکہ پتا چل گیا تم غلام ہیں اور غلام اپنی مردمی نہیں کر سکتا۔ ایسے حالات میں امر بالمعروف و نبی عن المکر کا فریضہ ہم کیسے ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے پا تھجھ (طات) سے بدالے، اگر اس کی استمطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استمطاعت نہ ہو تو دل سے (براجانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین

در جھے۔ (س م)
اگر دل سے برائی کو رانہیں سمجھتا تو دوسری حدیث میں الفاظ ائمہ ہیں: ”اور اس کے بعد تو ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں ہے۔“ (صحیح مسلم)

یہ تین نکات یا تقاضے ان تین آیات میں بیان کیے گئے۔

یہ سے نکالی لاچھیں ہے۔ یعنی اپنی ذائقی زندگی میں اللہ کا نعمتی
انداختا کرنا ہے، قرآن کم کو مرضی کر کے انتہی تہذیب کرنے والے

اعظیز رہا، سر اس و پوری بیوی سے طلاق ہے،
کو اپنا بادی وہ تباہنا اور پھر اس قرآن کی بنیاد پر اجتماعیت
کا قیام جس کا کام ہو گا مر بالمعروف اور نبی عن المکر۔

کے خلاف میدان میں آئیں جیسے حضرت ابو بکر صدیق رض

نے فرمایا تھا کہ میرے ہوتے ہوئے دین میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح جس کے پاس قوت سے روکنے کا اختیار نہیں

ہے وہ زبان سے رو کے، اس کی بھی استطاعت بیس ہے تو دل میں ضرور برائی کو راجانے۔ یہاں امت کے ہر فرد کی ذمہ داری کے اجتماعی سطح پر بھی اس فرضیہ کو پورا کیا جائے اور انفرادی سطح پر بھی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سوچ، فکر اور ادراک عطا فرمائے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو تبدیل کر کے تقویٰ تفتیح عطا فرمائے۔ آئیں!

سازمان اسناد و کتابخانه ملی ایران

غزہ کی پکار۔ مسلمانوں پاکستان کے نام

انسانی تاریخ جگ و جدل اور خوزیری سے بھری پڑی ہے۔ کئی با مختلف اقوام اور نہاد سے تعلق رکھنے والی افواج ایک دوسرے کے مقابل آگئیں اور خون کی تدیاں نہیں دریا پہاڑیے گئے۔ اس عالمی سطح پر سچ قتل و غارت گری میں اگرچہ خالق عالم شہری بھی مارے گئے لیکن ان جنگوں میں اصل امید مقابل فوجی ہی جان سے جاتے رہے۔ لیکن فلسطین میں لڑی جانے والی حالیہ جنگ جسے غزہ کی جنگ کہا جا رہا ہے اور جس میں اصلًا اسرائیل اور قسطنطینی مسلمانوں کی ایک جماعت حاس مدد مقابل ہیں، یہ جنگ آج تک ہونے والی تمام جنگوں سے اس لیے مختلف ہے کہ اس میں اسرائیل غزہ کے عالم شہریوں، سکولوں اور ہستالوں پر بمباری کر کے انسانیت کے خلاف جرائم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ وہ فلسطینیوں کی نسل کشی پر اتر آیا ہے۔ وہ عورتوں اور بچوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنارہا ہے۔ وہ مخصوص بچوں کو کہہ کر ناگث کر رہا ہے کہ یہ ٹائم بیم ہیں جو کسی وقت اس کے خلاف پھٹ جائیں گے۔ اسرائیل کے فوجی غزہ کے ہستالوں سے زخمیوں اور مرضیوں کو گھیثت گھیثت کر باہر سڑک پر پھینک دیتے ہیں اور وہ ترپ ترپ کر جان دے رہے ہیں۔ ایک شریف انسان اور اچھا معاشرہ یہ سلوک جانوروں اور حیوانوں سے بھی نہیں کرتا۔ اسرائیل نے دنیا کا ایک جنگل بنادیا ہے جس میں وہ بلا حالت و قیزروں کے طرح چڑپا چڑپا کر رہا ہے کیونکہ انسان تو یہ کام پتھر کے دور میں بھی اس بے درودی سے نہیں کر سکتا۔ اس بات کو خاص طور پر ذہن میں ملے رہنا چاہیے کہ اسرائیل اس دھیان پن کا مظاہرہ ایک محدود جگہ پر دو ماہ کے قبیل عرصہ میں کر چکا ہے۔ جبکہ تاریخ بتاتی ہے کہ عالمی جنگوں میں ایسی خوزیری بڑے و سچ علاقوں میں اور کئی سالوں میں ہوئی ہے۔ برادران اسلام ایمودی ہبھال مسلمانوں کے شہریوں میں اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ہمیں آگاہ کر چکا ہے۔ ”تم لازماً پاک گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں“ (سورۃ المائدۃ: 82) اور اللہ تعالیٰ اس حوالے سے ہماری ذمہ داری اور ہمارے کرنے کا کام بھی ہم پر واضح کر چکا ہے۔ ”اوہ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قاتل نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور ان بے نسب مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیے گئے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں نکال اس سنتی سے جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے اور ہمارے لیے خاص اپنے فضل سے کوئی مددگار بھیج دے۔“ (سورۃ النساء: 75)۔ 17 اکتوبر 2023ء کو حساس کے محلے سے پہلے اسرائیل اور عرب ممالک اور بعض دوسرے مسلمان ممالک بھی باہم مذاہمت اور محبت کی باتیں کر رہے تھے اور سب اسرائیل کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو چکے تھے۔ اسرائیل اس کہاوت پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ دشمن اگر گزدے کر مار جاسکتا ہے تو زہر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ گریز اسرائیل کے لیے ایک جال بچھارا تھا جس کا نقشہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے اقوام متحده میں ساری دنیا کو دکھادیا تھا۔ لیکن 7 اکتوبر 2023ء کو حساس کے محلے نے اس سازشی منصوبہ کو طیا میٹ کر دیا۔ ”اور انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی اپنی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔“ (سورۃ آل عمران: 54)۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا معاملہ توفی الحال کھٹکائی میں پڑ گیا ہے۔ لیکن اسرائیل اس کا بدله اہل غزہ اور دوسرے فلسطینیوں کو خون کے دریا میں غرق کر کے لیما چاہتا ہے۔

اے برادران اسلام! اگر تمام اسلامی ممالک متحد ہو کر اس خوفناک منصوبے کو روکنا چاہیں تو وہ صرف اسرائیل اور اس کے اتحادیوں کا تھاری تی اور سفارتی بائیکاٹ کر کے روک سکتے ہیں۔ لیکن ان جنلوں میں تحلیل کہاں۔ اے اہل پاکستان! جماعت کے سربراہ اس اعلیٰ حنینے کے کہا ہے کہ اگر پاکستان اسرائیل کو دے تو وہ خون میں خون کی ہوئی کھیلے سے رک جائے گا۔ اے اہل پاکستان! اس بیان نے آپ اور ہم سب پر بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور عالم کفر کا ایک بڑا طبقہ اسرائیل کے مظالم پر اس کی پشت پر گھٹا رہا ہے ایسے میں امت مسلم، مسلم حکمر اور بالخصوص اگرچہ ایسا بھی صلاحیت کا حال پاکستان اسرائیل کو روکنے کے لیے اپنی قوت اور صلاحیت کو بروئے کا نہیں لاتا تو سمجھ لیں کہ فلسطینیوں کی خوزیری روکنے میں ہم نے کوئی کروار انہیں کیا۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ پاکستان کے مسلمانوں سے خاص طور پر پوچھتے گا کہ تم میری مخفوب اور رد کردہ امت کے مقابلے میں میرے محبوب حضور ﷺ کی امت کو بھاگنے تھے تم نے یہ کردار کیوں ادا نہ کیا۔ پھر یہ کہ اللہ کرے کہ ہم حضور ﷺ کی ایجاد کی شفاعت سے بھی محروم ہو جائیں کیونکہ حضور ﷺ کی امت کے ایک حصہ کو ذبح کیا جا رہا تھا اور ہم پاکستانی مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے ہیں!!!

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنادی فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

امید تنظیم:
ڈاکٹر احمد
شجاع الدین شیخ

تنظیمِ اسلامی www.tanzeem.org

بانی تنظیم:
ڈاکٹر احمد
شجاع الدین شیخ

براؤز کرم ادب سمجھی چھت میکی خود پر میں اور دوسرے سروں پر بھی خود پر میں اور دوسرے سروں پر بھی

چیخت کر امام رضا کی نسبت میں کوئی بحث کی جو نہیں کریں گے اس وقت تک حکم ان حادثات پر کی جائے گی اپنے گمراہ

اگر مسلمان اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کریں تو ان شاء اللہ و وقت دونبیس جب مسلمانوں کو دوبارہ اللہ کی مدد حاصل ہوگی۔

الل حالات میں کفر و میش مسلمانوں کو نہیں کر سکتے اور ایسا ہے میری میانی ٹھہریوں کے شامی طالبی کی نہیں کی انتہا اور ایسے کمالانہ ہے جو یہ ناہر کرتا ہے کہ نہیں مسلم کی آن کے نزدیک کوئی انتہا نہیں ہے اس کا نہیں کر سکتے

غزہ: جنگ بندی کے بعد کی صورتحال کاتجزیہ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال



کر لیا ہے۔ اگرچہ مراجحت رہی ہے اور اب بھی فلسطینی مسجد اقصیٰ کے لیے مراجحت کر رہے ہیں۔ اسرائیل کو سب سے زیادہ مراجحت کا سامنا غزہ سے تھا تاہدا وہ اب ہر صورت میں اس مراجحت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ تمہری میں بتاتی یا ہونے اپنی تقریر کے دروان جو لفڑ دکھایا تھا اس میں غزہ کا نام و شان تک نہ تھا۔ یہ بلکہ جنگ ان کی پہلے سے تھی اور اس کے تحت وہ اپنے نہ موم مقاصد کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہی سوچ یہ ہے جو مغرب میں نظر آتی ہے کہ یہ سب معاشی جنگ ہے کیونکہ غزہ کی ساحتی پتی ایک معاشی جب ہے۔ اسرائیل غزہ کو خالی کردا کر دہاں بن گوریان کے نام سے ایک گزرگاہ بنانا چاہتا ہے تاکہ وہ معاشی طور پر مزید مضبوط ہو سکے اور عرب ممالک پر اس کا انحصار مزید کم ہو۔ کہا جاتا ہے اسی جنگ کے دروان اسرائیل نے اٹی اور برطانیہ کی کپیزیز کو غزہ میں گیس ڈھونڈنے کا لائنس جاری کیا ہے۔ اس لحاظ سے کہیں لوگ سوچ کو divert بھی کر رہے ہیں کہ یہ تو بہی معاشی جنگ ہے جس طرح عراق میں تسلی اور گیس کے لیے بڑی تجییں لیکن میں سمجھتا ہوں یہ بیانیہ جان بوجھ کر بھی پھیلایا جا رہا ہے تاکہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو سرد کیا جاسکے۔ اصل میں یہ مذہبی جنگ ہے اور مذہبی مقاصد کے تحت یہ غزہ کو خالی کرنے کے لیے فلسطینیوں کو شہید کیا جا رہا ہے اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ باقی ماندہ فلسطینیوں کو بکال کر سحراء سینا میں آباد کریں گے۔ تاکہ غزہ خالی ہو جائے اور صیہونی اپنے مذہبی اهداف کے مطابق مسجد اقصیٰ کو گرا کر تحریف نہیں بنائیں یا کہیں اسراeel کی طرف بڑھیں تو انہیں مراجحت کم کے کمل سکے۔

سوال: مصدق اطلاعات کے مطابق اسرائیل کے عدوں کو امریکہ اور یورپی ممالک نہ صرف مالی مدد کر رہے ہیں بلکہ اسلحے سے بھرے بری اور بھری جہاز بھی اس کے لیے روانہ حاصل

ہیں۔ اپنے ڈیس یہ ہیں کہ غزہ کے بعد اب لبنان پر بھی اسرائیل کے حملہ شروع ہو چکے ہیں۔ یورپ، امریکہ اور دیگر کمیاں اسرائیل کے پسپورٹز ہیں۔ مغربی میڈیا بھی مکمل طور اسرائیل کو پسپورٹ کر رہا ہے۔ وہی طرف مسلم حکمرانوں میں ایسی کوئی جو جات و کھانی نہیں دیتی کہ وہ اسرائیل کے خلاف آواز بند کر سکیں، کوئی عملی قدم انجام نہیں دیتا۔ اس کی بات ہے۔ جبکہ غزہ کی صورتحال یہ ہے کہ زخمیوں کے دور کی بات ہے۔ جبکہ غزہ کی صورتحال یہ ہے کہ زخمیوں کے لیے ہستالوں میں جگہ نہیں ہے اور اس قدر شہادتیں ہو رہی ہیں کہ لاشوں کو اجتماعی قبروں میں دفننا پڑ رہا ہے۔

مرقب: محمد فیض چودھری

سوال: امریکہ کا کہنا ہے کہ فلسطینیوں کی غزہ سے جری بے غلی کی اجازت نہیں دیں گے۔ یہ فرمائیں کہ غزہ کے حوالے سے اسرائیلی مخصوص کیا ہے۔ امریکہ یا کوئی دوسرا مغربی ملک اسرائیل کے ان اهداف کے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کر سکتا ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: اس وقت بظاہر دو صیہونی متوالی طور پر سامنے آ رہی ہیں۔ ایک صیہونی سوچ ہے۔ صیہونیت اب محدود نہیں رہی۔ اسی متوالی طور پر ملک برطانیہ جتنا ہاگا ساکی اور ہیر و شیما کے اٹی میں نہیں گرایا گیا تھا۔ وہی طور میں ہے جنک میں ہے اس وقت ملک برطانیہ پر بھاری کی تھی تو اس کے نتیجے میں 16 ہزار ہلاکتیں ہوئی تھیں جبکہ اسرائیل نے صرف ڈیڑھ ماہ میں 16 ہزار فلسطینیوں کو شہید کر دیا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسرائیل کے اعلیٰ عبد یہار اس نے ملکی کمی میں جکے ہیں جبکہ انہوں نے باقاعدہ کیہی تھیں اسی میں نہیں گرایا گیا۔

دنیا کو بہت نقصان پہنچایا مگر اس نے کیمیاں بھیجا رہی ہے۔ اس کے باوجود کہ اس نے ملک برطانیہ کے بھتی جاہلی ملکی بھی بات کر چکے ہیں جبکہ انہوں نے باقاعدہ کیہی تھیں اسی میں نہیں گرایا گیا۔

دنیا کو بہت فاسدوس بھی شامل ہے۔ اس کے باوجود کہ اس نے ملک برطانیہ کے بھتی جاہلی ملکی بھی بات کر چکے ہیں جبکہ انہوں نے باقاعدہ کیہی تھیں اسی میں نہیں گرایا گیا۔

دنیا کو بہت فاسدوس بھی شامل ہے۔ اس کے باوجود کہ اس نے ملک برطانیہ کے بھتی جاہلی ملکی بھی بات کر چکے ہیں جبکہ انہوں نے باقاعدہ کیہی تھیں اسی میں نہیں گرایا گیا۔

افغانستان، فلسطین، کشمیر، بھارت، برما، سکیانگ، چینیا
کے مسلمان جا کر کوئی کیس لے سکیں۔

سوال: مسعودی عرب کی قیادت میں ایک نہاد فورس بی تو تھی جس کی قیادت جرل رامی شریف کر رہے ہیں۔ اس نے آج تک مسلمانوں کے لیے کچھ نہیں کیا؟

رضاء الحق: اس فوج کے چار بنیادی اہداف رکھے گئے تھے۔ ان میں سے ایک بدف یہ تھا کہ جو وہاں کی باشناشت ہے اس کی خاتمتوں کی جائے گی۔ یہ تقدیرہ اس کے منشور میں شامل تھا اور ان کی پالیسی سینئٹ میں بھی یہ بات آئی تھی کہ مسلمان ممالک میں جوانہ پاندی ہے اس کو ختم کرنے کے لیے کام کیا جائے گا۔ یہاں سے آپ اندازہ لایاں کہ اس فوج کا مقصد کیا تھا۔ حالانکہ اس امت کو چنانی اس مقصد کے لیے گیا تھا کہ یہ مختلف مدارج میں جہاد کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: «وَجَاهُهُنَّا فِي
اللَّهِ حَقًّا جَهَادُهُ طُهُو اجْتِبَلَكُمْ» (انج: 78) اور جہاد کرو اللہ کے لیے حسیا کہ اس کے لیے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں پنج لیا ہے۔

ماضی کی امت مسلم کو معزول کر کے یہ مدداری اس امت کو دی گئی تھی مگر آج اس کی حالت یہ ہے۔ لہذا جب تک مسلمان خود نہیں اٹھیں گے تب تک ہم ICJ یا ICC سے کیا امید لگائے گیں۔

سوال: اطلاعات یہ ہیں کہ یمن کے حشیوں نے اسرائیل اور امریکہ کے بھرپور اڈوں اور اسٹاپوں کو نشانہ بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا یمن کے حوثی اور یارین اسرائیلی جاریت کے خلاف کوئی مقابلہ ذکر عملی اقدام اختیار یا ممکن گی؟

ڈاکٹر انوار علی: یہ کہنا قبل از وقت ہو گا کہ ان کے
حملہ امریکہ اور اسرائیل پر کتنے اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ یہ
ضرور ہے کہ ان میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف غیرے
بازی وغیرہ سارا پکھہ ہوتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر آج تک
پچھوئیں دیکھا گیا۔ ابھی تک جوانہوں نے حملے کیے ہیں
وہ تجارتی چیزوں پر کیے ہیں جن میں ملٹری فورسز نہیں تھیں
لیکن جہاں انہیں حملے کرنا چاہیں وہاں ابھی تک کوئی ایسا
عملی اقدام نہیں کیا۔ امریکی کی تحریزی نگارنے تا زہر رپورٹ
شائع کی ہے کہ جوشیوں اور ایران سے اسرائیل کو کوئی خطرہ
نہیں ہے۔ جوشیوں کی زیادہ تر سرگرمیاں تو مسلمان ممالک
کے خلاف ہی نظر آتی ہیں۔ ڈنلڈ ٹرمپ نے انہیں
وہشت گرد قرار دے کر ان پر پابندیاں لگادی تھیں لیکن
جو باقاعدہ نہ آتے ہی ان کو وہشت گروہوں کی فہرست
سے نکال دیا۔ باقی فلسطین کے حوالے سے ان کا روں

مماک کو اسرائیل کے خلاف عالمی عدالت کا دروازہ نہیں
کھلکھلانا چاہیے؟

رضاء الحق: انتہائی اہم بات ہے کیونکہ اسرائیل نے باقاعدہ منصوبہ ہندی کے تحت غرہ میں نسل اگشی کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ عالمی سطح پر انسانی حقوق کا دن بھی منایا جاتا ہے، بچوں اور عورتوں کے عالمی دن بھی منائے جاتے ہیں لیکن فلسطین کے معاملے میں یہ حقوق کسی این جی او کو نظر نہیں آتے۔ ابھی فلسطین میں بچے اور عورتیں بھوک، بیماری اور شدید سردی کی وجہ سے بہت بڑے الیہ سے دوچار ہونے والے ہیں۔ ورلڈ ایجنسی آرگانائزیشن نے بھی اس پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یہ جس عالمی ادارے کا آپ نے ذکر کیا: انٹرنیشنل کورٹ آف جمنس، انٹرنیشنل کریمٹل کورٹ وغیرہ یہ سب صحیبوں کے ہی آلے کار

CC 11 کا پر ایک بیوی ترا رائیک قادریانی کریم خان ہے۔ اس نے چند دن قبل اسرائیل کا دورہ کیا ہے اور وہاں اسرائیل کے ساتھ مل کر اس نے جماں کے خلاف جنگی جرائم کا کیس کھولنے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔

بیان - ICC کا پر ایکیو ٹرکیم خان ایک قادریائی ہے جس کا بیک گرونڈ یہ ہے کہ چند سال قبل اس کی جگہ پر ایک نامحترمین خاتون فاطمہ بن سودا ICC کی پر ایکیو ٹرکیم۔ انہیوں نے عراق اور افغانستان میں امریکی افواج کے بھلی جرام کے خلاف کیس شروع کیا۔ علمی طاقتلوں نے مل کر ایسی سیکم چالائی کہ اس خاتون کو ہنار کر اس کی جگہ اس قادریائی کرکیم خان کو لے آئے۔ یاد ہے کہ پچھلے عرصے قبل جب نزدیک رہو دی اسرائیل کا دورہ کیا تھا تو اس کے استقبال کے لیے بینن یا ہو کے ساتھ قادریائیوں کا مقامی سربراہ بھی موجود تھا۔ اس کرکیم خان نے بھی چند دن قبل اسرائیل کا دورہ کیا ہے اور وہاں انہیوں نے جماں کے خلاف بھلی جرام کا کیس کھولنے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ الیکی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ آج تک تباول اور نہیں بنا سکی۔ ہمارا کوئی معاشی فنڈ نہیں ہے جو IMF کے مقابلے میں مسلمان ممالک کی مدد کر سکتے تاکہ مسلمان ممالک باطل کی غلامی سے آزاد ہو سکیں۔ نہ ہی مسلمانوں کے پاس کوئی ایسا عسکری ادارہ ہے کہ جہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو تو وہاں کی مدد کر سکے۔ تاکوئی عدالتی فورم سے جہاں عراق،

ربے ہیں۔ تازہ اطلاعات یہ ہیں کہ امریکہ اسرائیل کو ایسے بندے رہا ہے جس کے گرنے سے 300 فٹ تک ہر چیز تمہیں ہو جائے گی۔ اسرائیل کا پلان کیا ہے۔ کیا وہ غزہ کو بالکل صفحہ نصی سے مٹانے کا رادہ رکھتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک اسرائیل کی مالی امداد کا تعلق ہے تو 17 اکتوبر کو حساس کے جملے کے فوراً بعد ہی امریکہ نے 100 بلین \$ ڈالر کا اعلان اسرائیل اور یونکر ان کے لیے کر دیا تھا۔ یوکرائن کو ساتھ نہیں اس لیے کیا جیسا تھا کہ گاگنیز کے لوگ یوکرائن کی وجہ سے اس کو جلدی منظور کر دیں۔ اسی طرح اسلحے کے بھرے ہوئے 160 سے زائد بھری چہاز اسرائیل پہنچائے جا چکے ہیں جن میں سے 35 چہاز امریکہ کے ہیں باقی زیادہ تر یورپی ممالک کے ہیں۔ اسرائیل کی مدد کے لیے یونان اور دیگر

یورپی ممالک کے اوپرے بھی استعمال ہو رہے ہیں۔ جبکہ مسلمان ممالک کا کو در انتہائی افسوسناک ہے۔ UAE سمیت بعض ممالک حاس کو موردا لازم ٹھہر ا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا خون بھانے کے لیے، ان کے گھروں کو سارکرنے کے لیے مسلمان ممالک کی فتحی حدود استعمال ہو رہی ہیں۔ مصر نے رفاه کا راستہ بنڈ کر دیا ہے تاکہ غزہ تک امداد نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ اس امداد میں کھانے پینے کی چیزیں اور ادویات ہیں۔ افسوسناک

صور تھاں یہ ہے مسلمان ممالک اسرائیل کے خلاف
عملی اقدام کیا کرتے اُنساں کی نعمت بھی کھل کر نہیں کر
سکے۔ مسلم ممالک کے حکمران چاہتے ہیں کہ جنگ کی نفعاً ختم
ہو اور وہ پہلی طرح اسرائیل کے ساتھ محبت کی پیشگیں بڑھا
سکیں۔ شاعر نے کہا تھا: حیث نام ہے جس کا گئی تیمور کے
گھر سے۔ آج یہ شعر تمام مسلمانوں پر فتح ہو رہا ہے۔
اس لیے کہ یہ صرف غرہ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پورے
عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ مسلم حکمران سمجھتے ہیں خاموش رہنے
سے شاید وہ نجی جائیں گے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ مجھے یہ
جنگ پہلی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ امریکہ
یوکرین اور افغانستان میں جو مسائل پیدا کر رہا ہے اس کی
وجہ سے یہ جنگ جلد پہلی گی اور پاکستان بھی خود بخود اس
کے صدر پیوں سعودی عرب لے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ
سعودی عرب کو کہہ دیا کر تو کامو شد۔ سے کہا کے تو تمہارے

سوال: بربارے سوں بے یہود وسیلے
چاہتا کہ امریکہ اپنے مقاصد حاصل کرتا جائے۔

بیانات کی حد تک تو مسخن ہے لیکن عملی طور پر کوئی امید نہیں لگائی جاسکتی۔

سوال: پاکستان کے نگران وزیر اعظم نے کہا ہے کہ مسئلہ کی بنیاد کیا ہے لیکن جو عرب حکمران جانتے ہیں وہ بھی چاہتے ہیں کہ کسی طرح مصیبت مل جائے۔ اس لیے وہ بھی دور یا سبق حل کے حادی ہیں جبکہ اسرائیل کے جو عزم ہیں ان کے مطابق دور یا سبق حل تو دور کی بات یہ عرب ریاستیں بھی اپنا جو دعویٰ قائم نہیں رکھ سکتیں گی۔ لہذا ہمیں تمام حقائق کو مد نظر کر کے موقف پیش کرنا چاہیے۔

ایوب بیگ مرزا: ایک وقت تھا جب اسرائیل

امت مسلمہ کے منصب پر فائز تھے۔ تب بھی ان کی

نافرمانیاں تاریخ میں آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

یہ ضرور ہے کہ یہیں کے جو شیوں اور ایران میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف نظرے بازی وغیرہ سارا کچھ ہوتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر آج تک کچھ نہیں دیکھا گیا۔

ہوتے ہوئے کبھی پھرے کی پوجا کر رہے ہیں، کبھی جادے سے صاف انکار کر رہے ہیں، آسمانی رُزق مل رہا تھا تو اس پر ناٹکی کر رہے تھے، یہاں تک کہ قرآن پاک ہمیں تحفظ کے لیے انداختا کیا معمنی رکھتا ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: اس معاملے کو اس انداز سے بھی دیکھئے کہ ایک طرف جنگ میں ہمارے مسلمان بھائی،

ہنونوں اور پھول کے پرچے اڑائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف کرکٹ کا ورلڈ کپ کھیلا جا رہا تھا۔ ہم پاکستان پر غصہ نکالتے ہیں کہ پاکستانی شہم واپس کیوں نہیں آئی، لیکن میں کہوں گا کہ افغانستان کی شہم واپس کیوں نہیں آئی،

یہی وجہ سے امت مسلمہ کے مرتبے سے ممزول کردیے گئے۔

اس سے قبل ان کو آخری موقع دیا گیا کہ وہ اللہ کے آخری نبی ﷺ پر ایمان لے آئیں جن کی پیشیں گوئی ان کی کتابوں میں کی گئی تھی۔ لیکن یہ اپنے تکبیر اور بہت وہی بتاتا ہے کہ انہیوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا نام حق قتل کیا۔ لہذا

ایک وقت آیا کہ یہ اس منصب سے ممزول کردیے گئے۔

اسی مدت میں جو اکرم ﷺ نے پہلی قائم انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اب بیت المقدس

کا انتظام مسلمانوں کے باتحی میں دے دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو دور یا سبق حل جاتی نہیں۔ صرف

فلسطین کا حق ہے۔ اسی طرح دنیوی قانون کے مطابق بھی UNO کا سوال ہے تو اگر دور یا سبق حل مسلمانوں کا حق ہے۔

اس ساری صورت حال میں دور یا سبق حل ملزم نہیں۔

اس ساری بھی مسئلہ کی صورت حال میں فارمولہ زبردستی کا حل ہے۔ جہاں تک اسرائیل جا رہتے ہے فلسطینیوں کی نجات

میں کہ ایک طرف پھول اور عروتوں کو خون میں مbla یا جارہا ہو اور دوسری طرف ماحولیتی تبدیلوں کے حوالے سے کا تخت شروع ہوا تھا۔ یہ پوری دنیا میں ہوتی رہی ہیں اور

کافر فرانک کا مثال ہمارے سامنے ہے، اسی طرح وہ

لبنان پر بھی حملہ کر رہا ہے۔ ان کا اصل بدف گریز اسرائیل کا قیام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل عبد یار اور

اسی حکومتوں سے ہم کیا امیدیں نہیں رکھ سکتے ہیں۔

سوال: عالم اسلام کو مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے اور

اسراeelی جاریت کے خاتمے کے لیے کیا لامحہ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

رضاء الحق: اصل بات یہ ہے کہ ہمارے کرنے کے کام کیا ہیں۔ ابھی 6 دسمبر کو اسلام آباد میں ایک قومی سٹھ کا کونشن ہوا ہے۔ ایمپریٹر اسلامی محترم شجاع الدین شخچنے کونشن کے لیے اپنے ویڈیو پیغام میں ان نکات کو سب کے سامنے رکھا ہے۔

اول یہ کہ دعاویں کا اہتمام کریں۔ اگر کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا وہ کم از کم دعا تو کر سکتا ہے۔ پھر یہ اجتماعی سٹھ پر قوت نازل کا اہتمام کیا جائے۔ یہ اسرائیل کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تاکہ ہمارے clear concepts کے لیے مسئلہ فلسطین اصل میں ہے کیا؟ مسلمانوں کے لیے کیوں اہم ہے اور یہودیوں کے کیا عزم ہیں؟ ان کا ماضی کیا ہے؟ قرآن، احادیث اور تاریخ میں یہ چیزیں موجود ہیں جب ہم اپنے گھروں میں بھی اس پیچے کا اہتمام کریں گے تو ہماری نوجوان نسل میں آگاہی اور شعور پیدا ہو گا اور ان کے اندر جذبہ پر جہاد اور شوق شہادت پیدا ہو گا جو کہ مومن کی قیمتی ملتا ہے۔ انفرادی یا اجتماعی سٹھ پر جہاں بھی اسرائیل کی مددت کی جاسکتی ہے اس کے لیے ہر ذریعہ استعمال میں لایا جائے۔ اسرائیل کے خلاف پر اسن الحاجج، ریلیوں اور مظاہروں کا اہتمام کیا جائے۔ یہودی کمپیوٹوں کی مصنوعات کا بایکاٹ کیا جائے۔ غزوہ کے اندر جو ہمارے مسلمان بھائی، بہن، بچے ہیں ان کی مالی امداد بھی کی جائے۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی کا اپنا توکوئی اکاؤنٹ نہیں ہے لیکن الخدمت فاؤنڈیشن، خوب قاؤنڈیشن اور دارالعلوم کو اپنی تین اداروں کا ناتام تجویز کیا ہے۔ پھر یہ کہ اپنے حکمرانوں کو غیرت دلائیں۔ پاکستان وحد اسلامی ایسٹ ملک ہے، اس کے پاس بہترین فوج ہے اور میراں بھینساں الوجی ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ اسرائیل پر فوری حملہ کر دیں لیکن جو اخلاقی سپورٹ ہم فلسطینیوں کی کر سکتے ہیں وہ تو کریں۔

OIC کے مینڈیٹ میں بھی یہ چیز موجود ہے کہ فلسطینیوں کی اخلاقی سفارتی، مالی اور عسکری مدد کرنا ہر مسلمان ملک کی ذمہ داری ہے۔ لہذا ہمارے حکمران اور مقنڈر لوگ ان ذمہ داریوں کو تو پورا کریں۔ احادیث میں خبریں موجود ہیں کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو گا۔ یہ ہمارے کرنے کا کام ہے اس کے اندر اپنا حصہ دلائیں۔ اقامت دین کی جدوجہد میں حص لیں۔ یعنی دو دین جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریم ﷺ نے کہ دینے عطا کیا اس کو ہم اپنے اوپر لا گو کریں، پھر اس

کوئی حل نہیں ہے۔ ہمارے وزیر اعظم کو تو شاید پتا ہی نہیں کہ مسئلہ کی بنیاد کیا ہے لیکن جو عرب حکمران جانتے ہیں وہ

بھی چاہتے ہیں کہ کسی طرح مصیبت مل جائے۔ اس لیے وہ بھی دور یا سبق حل کے حادی ہیں جبکہ اسرائیل کے جو عزم ہیں ان کے مطابق دور یا سبق حل تو دور کی بات یہ عرب

ریاستیں بھی اپنا جو دعویٰ قائم نہیں رکھ سکتیں گی۔ لہذا ہمیں تمام حقائق کو مد نظر کر کے موقف پیش کرنا چاہیے۔

سوال: کیا یہ المیہ نہیں ہے کہ ایک طرف اسرائیل کے غزوہ پر انسانیت سوز مظالم جاری ہیں دوسری طرف متعدد

یہ ضرور ہے کہ یہیں کے جو شیوں اور ایران میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف نظرے بازی وغیرہ سارا کچھ ہوتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر آج تک کچھ نہیں دیکھا گیا۔

کی دعوت و مرسوں کو دیں اور پھر اس کو قائم کرنے کی
جدوجہد کریں۔ یہ کام کریں گے تو ان شاء اللہ وہ وقت دور
نہیں جب مسلمانوں کو دوبارہ اللہ کی مدد حاصل ہوگی۔

ایوب بیگ مرزا: عوامی سطح پر یقینی طور پر کوئی بہت بڑا
عملی قدم اٹھانا ممکن نہیں ہے سو اسے اس کے کم دعا کر کے
بیس یا زیادہ سے زیادہ مالی مدد کر سکتے ہیں۔ حکومت جب
نیکیں بڑھاتی ہے، مبنگائی میں اضافہ ہوتا ہے یا سیاسی ایشو
ہوتا ہے تو عوام سڑکوں پر نکلتے ہیں تو اپنے مسلمان بھائی
بہنوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف کیوں نہیں نکلتے۔ اگر
عوام مظاہروں کے ذریعے یا تحریک کے ذریعے حکمرانوں کو
احساس دلا دیں کہ ان کی کری اب خطرے میں پڑنے
والی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوئی قدم اٹھانے پر مجبور ہو
جائیں گے۔ جب تک عوام سڑکوں پر نہیں نکلیں گے اور
حکومت کو نہیں بتائیں گے کہ آپ کے یہ کرنے کے کام
تین اس وقت تک حکمران پکھنچنیں کریں گے۔



تقطیمِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کا نظام

امیر تقطیم:
شیخ العین شیخ

بانی تقطیم:
ڈاکٹر سارا حمد

اسلام کا جھنڈا ایلیا (یروشلم) پر لہرائے گا
ان شاء اللہ! (سن ترمذی)

www.tanzeem.org

تقطیمِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کا نظام

امیر تقطیم:
شیخ العین شیخ

بانی تقطیم:
ڈاکٹر سارا حمد

اسراستیلی مظالم کا تور اسلامی ایسٹمی پاکستان

www.tanzeem.org

تقطیمِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کا نظام

امیر تقطیم:
شیخ العین شیخ

بانی تقطیم:
ڈاکٹر سارا حمد

مسلمان ممالک فلسطینیوں کی سیاسی، سفارتی
اور مالی مدد کے ساتھ عسکری مدد بھی کریں

www.tanzeem.org

تقطیمِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کا نظام

امیر تقطیم:
شیخ العین شیخ

بانی تقطیم:
ڈاکٹر سارا حمد

انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں کی
غزہ کے مسلمانوں کی نسل گشی پر خاموشی شرمناک ہے

www.tanzeem.org

تقطیمِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کا نظام

امیر تقطیم:
شیخ العین شیخ

بانی تقطیم:
ڈاکٹر سارا حمد

اے ایمان والو!
یہود و نصاریٰ کو اپنادلی دوست نہ بناؤ
(سورہ المائدہ: 51)

www.tanzeem.org

تقطیمِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کا نظام

امیر تقطیم:
شیخ العین شیخ

بانی تقطیم:
ڈاکٹر سارا حمد

اسراستیل کی سہولت کار کمپنیوں کی مصنوعات کا
مکمل اور مستقل بازاریکاٹ کیا جائے

www.tanzeem.org

تقطیمِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کا نظام

امیر تقطیم:
شیخ العین شیخ

بانی تقطیم:
ڈاکٹر سارا حمد

دور یاستی فارمولہ اسراستیل کو تسلیم کرنا ہے

www.tanzeem.org

دعائی مفترت اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ

☆ حلقہ گور انوالہ دویشن، گجرات کے دیرینہ روشن
میاں محمد اطیف وفات پا گئے۔

برائے تعریف (میاں): 0345-6925671

☆ حلقہ خیر پتوخنہ جوپی، ذیرہ اساعلیٰ خان کے
رفیق محترم عبد الرشید کے والدوں فات پا گئے۔

برائے تعریف: 0345-3477552

☆ حلقہ سکھر مفرور فتح مفترت محترم مجھر بیانہ طاہر محمد میراں
کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعریف: 0303-5552029

☆ حلقہ مانان کیت کے رفیق محمد علی کے بڑے بھائی
وفات پا گئے۔

برائے تعریف: 0308-7413055

☆ حلقہ پنجاب جوپی کے معاون خواجہ اشتیاق احمد
حدائقی کے بہنوں وفات پا گئے۔

برائے تعریف: 0321-6300851

☆ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مفترت فرمائے اور
پس مندگان کو صبر حیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی
ان کے لیے ڈائی مفترت کی اچیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَازْهَمْهُمْ وَأَذْخِلْهُمْ
فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

تھر تھرا تاہے جہاں چار سوے سورنگ ولد

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

سے پہلے تو اسرائیل کا ناقابل تحریر ہونا، دنیا کی چوچی بڑی عُسکری طاقت۔ سیکھاں تو اور اعلیٰ ترین جاسوسی نیٹ و رک کا حامل۔ موساد کی عالمی دھاک۔ زمین پر ریختی چیزوں دیکھنے کی صلاحیت گھپ انہیروں میں! اب ایسا بیل پرندے بننے پر نوحماںی قیامت بن کر اسرائیلی فوی میں پرتوٹ پڑے کاشکوئیں لیے۔ اسلئے سے لدی میں، افرادی وقت موجود اور میں کمانڈر کرکل مارا گیا! پورا اسرائیل افراطی کی نذر۔ چیخ پکار۔ ہر اسرائیلی دو، دو پا سپورٹ اور شہریتیں رکھتا ہے۔ سو اسرائیلی چھوڑ کر 4 لاکھ 70 ہزار اسرائیلی جا Zman چکے جنگ کے بعد۔ (انا دلو ایجنسی بحوالہ میگزین: 8 دسمبر) دنیا کے سامنے سارے بھرم نوٹ گئے۔ رسیا اور لمحیاں رہ گئیں۔ خوف ہوا ہو گئے۔ یعنی یا ہونے فریونیت کا کوڑا مخصوص شہر یوں پر بر سایا۔ مغربی قیادت کی مکمل بے حصی قابل نفرت ہے۔ حقوق انسانی، جمہوریت، آزادی اظہار، جیسو کنوشہ، جلی جرام سے مکمل بے اعتنائی کا رویہ، پانی، بجلی، ادویہ، خوارک کی بندش، مخصوص پھوٹوں گھور توں کا خون، بہتالوں اسکولوں پر انداھا و حند بسواری۔ غرض امریکا برلن اپنے فرانس کینیڈی اسپ کے ہاتھ خوینیں ہیں۔ جسے وہ اسرائیل کا حق دفاع کہہ رہے ہیں، بسواری سے فلسطینی آبادی کا خاتمه ہے۔ تاہم اب چار سو جہاں رنگ و بلو، بقول اقبال کے تھر تھرا اخلا۔ میڈیا پر کششوں بھی جدید دنیا میں بیکی مرتبہ اسرائیل، امریکا، یورپ کئھی کوہیٹے۔ غلام بنا لی گئی قوم جذبہ جہاد سے مرشار ہو کر دیوانہ اور کیا لہمی، طسم زدہ دنیا کی آنکھیں کھل گئیں۔ ہر قوم کے افکار میں پیدا ہے عالمِ مشرق میں ہے فرادے قیامت کی خودا ج! 75 سال ہر ظلم، بھیڑ کر یوں کے ریویزنا کر ایک قوم کو ان کی سرزی میں باہر بانک کر، ان کا ذیجاہد اسرائیل نے طالع جان لیا تھا۔ 21 ویں صدی کی نام نہاد روشنی میں جو مظالم آج تھیں انسانی، عزت و آبرو کے تقدیس کی پامالی۔ صحافیوں، ڈاکٹروں، علم والوں کا بدی قتل، 4 تا 8 سال بیجوں کی مجرموں کی طرح گرفتاری اور تشدد۔ گولیاں بر ساکر 8 اور 15 سال کے بچے مارا تھے۔ چھاپوں میں 16، 18 سال کی پاکیزہ بڑیکاں اخاکر لے جانا۔ غرض درنگی کے ناقابل تصور انکاب پر بھی امریکا، یورپی قیادت کی اسرائیل کی سفا کا نہ پشت پناہیں نہ ان چہروں کے نقاب اتار دیے۔ یہ امریکی جنگ ہے پس پر وہ وہ اسلحہ دکے تو جنگ رک جائے۔ غرہ تباہ کرنے کے

مسئلہ فلسطین کو بیش سیاسی نسلی رنگ دینے کی کوشش کی تاکہ قبلہ اول مسلمانوں کے ذہن سے محور ہے۔ غم اور خوشی کا عجب امترانج ہے۔ ایسے میں بابا آدم ﷺ یاد آئے۔ نبی ﷺ میں میں معراج کے موقع پر مورث اعلیٰ آدم ﷺ سے ملے۔ آپ دا میں جانب دیکھتے تو خوش ہوتے اور بائیس جانب دیکھتے تو روتے۔ بتایا گیا کہ یہ سل آدم سے نیک اسرائیل کا پھر دکرنے کی پالیسی ہمیں دے دی تھی۔ گویا وہ دریا سے سمندر تک فلسطینیوں کے لیے، کاغزہ لگا گئے تھے! اسی لیے حساس قیادت پاکستان سے توقعات رکھتی ہے اقبال اول پر یوں ضرب لکائی اور قبلہ دوام پر تسلی سے یہ دو دو فحصاری نے پانچ گرفت مصبوغ کرنے کو پہلے چاڑ کی مقدس سرزمین پر امریکی فویس اسٹاریں اور پھر پل سو چل۔ ترمپ کے دور سے باشاطہ رہنی داماد کشر کے ذریعے سب پکھ بدل ڈالنے کی شروعات 2018ء میں ریاض کا فرنس سے ہو گیں اور اسرائیل سے مسلم ممالک کے تعلقات، معابدات پر پتھ ہو گیں۔ امریکی سفارت خانہ تل ابیب سے یہ خشم منتقل کر کے ہر آنے والا دن اقصی سے مسلمانوں کو بے دخل کرنے کا تھا۔ نماز ادا کرنے پر بندش۔ نماز جمعی حاضری 60،70 ہزار سے اب 5 ہزار پر آگئی۔ مغربی کنارے، مشرقی قدس میں بڑھتے تشدد چھاپے افوا کاری اور مظالم، فلسطینی آواز دبانے اور اقصی پر پکھی کی تیاری بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

75 سال سے جگوئی کی ذلت کا بردا آقہ جس قوم کو چکھایا گیا، وہ امت کی آنہتیوں میں بت دیکھتی تین تقدیریں الٹھ کھڑی ہوئی تھیں اور محاکمہ اور حسنۃ اللہ و نعم الوکیل تھی ان کی اصل قوت ہے۔ قیادت بھی وہ میراثی کہ:

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برق
جو تجھے حاضر موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دھکا کر رخ دوست،
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے!
دے کے احسان زیاد تیرا ہو گرا دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
کیا اہل غزہ اس کے سوا بھی کچھ ہیں؟ انہوں نے
مذاکرات کی میزیوں پر بیٹھے عرب ممالک شام، مصر، اردن،
لبنان کو میریڑا (اپیلن) میں امریکا و اسرائیل سے مل پیٹھ کر فلسطین کا مقدر 1991ء میں طے کرتے دیکھا، جس سے اسرائیل تسلیم کرنے کی راہ ہموار ہوئی۔ جس فلسطینی رہنماؤں نے قدس کی فروخت کا نام دیا۔ مسلم ممالک نے

قرارداد صرف دینوں کی، شہریوں کے صفائی کے لیے 45 ہزار گولے فراہم کیے۔ 8 ہزار بچوں کا قاتل امریکا ہے۔ منسوجہ تھیار جس طرح امریکا نے عراق افغانستان میں استعمال کیے وہی بیان بھی ہے۔ پاکستان غزہ پر زبانی جمع خرچ کر کے اعلیٰ امریکی دفوتوں سے افغانستان سے لامن خطرات سے منٹے کے لیے ملاقاً تیں کر رہا ہے۔ مسلمانوں کے قاتل سے 80 ہزار پاکستانیوں کی قربانی کے بعد از سرفوہی تیاری؟ اللہ کی مدد پر بھروساغزہ سے سکھیں۔ امریکا اسرائیل یہ پاکستانیوں سے گزی لازم ہے۔ مت بھولیں کہ باعیند ان کی 90% یہودی ہے! پاکستان دوست؟

حاکم اسی وقت تک مضبوط و قوانین اپناتھاے جب تک قوم اس سے خوفزدہ رہتی ہے۔ اہل غزہ کی بے خوفی اور ہیدار قوم نے اسرائیل کے وجود پر وہ چر کے لگائے ہیں کہ وہ لرزائی و ترسائی ہے۔ امریکا اس کی کانپتی ناگوں کو حوصلہ دینے کو وہ ماہ میں 10 ہزار ٹن فوجی ساز و سامان دے چکا ہے۔ کیونکہ یہ بھی استغفار یہ اور ان کے حواری مسلم ممالک جانتے ہیں کہ حماں کی زندگی میں ان بھی کی موت ہے۔ دنیا کی سرمایہ دار احصائی قوتوں کی قلمی حماں اور اہل غزہ نے کھوں دی ہے۔ نیویارک میں ایک مرتبہ پھر بھاری بھر کم مظاہرہ ہوا جس میں وال اسٹریٹ بلڈ کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا۔ اگر یہ صرف غزہ ندھن تو یہ تجرب 2011ء میں امریکا کے معاشری مرکز میں تزلزل پیدا کرنے والی تحریک وال اسٹریٹ پر قبضہ کرو کی بازگشت ہے۔ وہ تحریک معاشری عدم مساوات، تجارتی اداروں، بڑی سرمایہ دار کمپنیوں کی حرث وہوس اور احصاء، سیاست میں سرمائی کی کافر مالی کی بنابر 99% نصہ آبادی کی سماجی معاشری محرومیوں کے خلاف ایک توانا آوازخانی۔ غزہ میں بنتے اخلاقی خون نے پوری دنیا میں ہیداری کی لہر دوڑا دی ہے۔ ضربت پیغم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش، حاکمیت کا بہت عقین دل و آئیندرو! مکروہ فلسطینی قوم نے اپنے عزم و ثبات کی ضرب پیغم سے ظالم آقا کا بہت، پتھر کا دل اور شیشے کا حسین چہرہ کرچی کرچی ریزہ ریزہ کر دیا۔ چہار جانب اسلحے سے لدے مسلم ممالک سے ایک گولی، ایک توپ کا گولابی غزہ کے دفاع کو نہ ملا۔ امریکا نے اسٹی طاقت، مسلح ترین اسرائیل کے لیے C-17 اور بھری جہاز لا دلا کر کرڈھیر لگادیے۔ آہ! امت کی بے احتیاطی!

من الفتنات
إِنَّ شَاهَ اللَّهُ
إِلَى التَّوْرَ

کل وقتی 25 روزہ

قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

8 جنوری تا 31 جنوری 2024ء

شرکت کے خواہش مند حضرات اپنا نام رجسٹر کروائیں
• قیامِ احتمام کی سہولت • سافِ حضراں مول

کورس کی تدریس اور کتب پر کوئی معاونت نہیں ہے

برائے
رجسٹریشن

قرآن اکیڈمی

لالہ زار کا اونی نمبر 2، بلو پر روڈ جنگل

047-7630861

0336-6778561

0333-6729758

گوشہ انسدادِ سود

(گزشتہ سے پوستہ)

بہر حال وفاقي شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ کے باوجود انتہائی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ دنیا بھر اور پاکستان میں ایسے مسلمان بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ سود کے بغیر معيشت چل سکتیں نہیں اسیں اللہ تعالیٰ کا خوف کرنا چاہیے، کیا اللہ تعالیٰ کسی ایسی شے کو حرام مطلق قرار دے سکتا ہے جو ناگزیر ہو۔ جس کا کوئی مقابلہ ہی نہ ہو۔ یہ جا بلانہ کلمہ ہے، یہ کافر انہ کلمہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کوںل اور بہت سی دوسری تنظیم اور افراد کی طرف سے ایسا مقابلہ نظام پیش کیا جا چکا ہے جس سے بلاسود معيشت اور اقتصادی نظام کا رفرما کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت عزمِ حسمیم کی ہے نیک نیتی اور خلوص درکار ہے۔ البتہ اگر ہم اس ضرب المثال کے مطابق کہ چور سے پہلے چور کی ماں کو مارو پر عمل کرتے ہوئے سرمایہ دارانہ نظام کو تھس نہیں کرنے کی بھرپور کوشش کریں تو ہمیں یقین واثق ہے کہ سودی نظام میں کا گھروندہ ثابت ہو گا۔ یہ ایسے ہی ہے جسے ستونوں پر کھڑی چھت کے ستون گردادیں تو جو نجام اس چھت کا ہو گا وہی اس سودی نظام کا ہو گا۔ ہمیں اس باطل نظام کا تیا پانچ کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرنا ہو گی۔ اس بدترین استحصالی نظام کا خاتمہ اور اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کی مرحلہ وار کوشش ہی ہمارا دنیوی ہدف ہونا چاہیے۔ اگر خدا نخواستہ دنیوی اور ظاہری طور پر ہماری جدوجہد کا میاں نہ بھی ہو سکے تب بھی روز قیامت اللہ کے ہاں اپنی معدودت تو پیش کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

محوالہ: ادارہ یمن دے خلاف، شمارہ نمبر: 33، کیم تا 7 صفر ام历 1444ھ / 30 اگست تا 5 ستمبر 2022ء

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 601 دن گز رچکے!

مہمانِ زحمت نہیں، رحمت ہے!

حافظ محمد اسد

”وہ اس کے پاس تھبیرے حالاً لکھ اس کی مہمان نوازی کے لیے اس کے پاس کچھ نہ ہو۔“ (رواه مسلم)

جان لیجیے کہ مہمان داری کرنا نہ صرف ابوالانبیاء

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عنعت ہے بلکہ نبی آخراً زماں

حضرت محمد عربی سلسلہ نبیین کی تعلیمات مبارکہ میں بھی اس پر

خاص زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں یہ نہایتی

بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ علیہ السلام سے سوال کیا:

اے اللہ کے رسول علیہ السلام! ایسا یعنی جو جنت واجب کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اچھی

بات کرنا اور حکما کھلانا۔“ (ابو جعفر علیہ السلام)

آج کے معашرے میں جہاں عنعت اور احکام دینی

کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے اور یہی مہمان داری اور بالخصوص

کھانا کھانے کی عنعت کو ترک کر دیا گیا ہے۔ خاص طور

پر شہری معاشرہ تو مہمان داری گویا جانتا ہی نہیں۔ یہی بنیادی

وجہ ہے کہ رزق میں برکت ختم ہو گئی ہے اور تنگ دنی کا رونا

ہر خاص دن عام کی زبان پر جاری ہے۔ برکت لانے

والے اعمال میں سے مہمان داری ایک مستقل سبب تھا

جسے ترک کر دیا گیا۔ ان ارشادات مبارک پر غور فرمائیں۔

سیدنا ابوذر گنڈوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام

نے فرمایا:

”ابوذر! جب تم شور بپاکاؤ تو اس میں پانی زیادہ رکھو اور

اپنے پر دیکھوں کو یاد رکھو۔“ (صحیح مسلم)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ شخص مومن نہیں جو خود

پھیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوی بھوکار ہے۔“

(مسند ابی یعلی)

مہمان کی تواضع اپنی حیثیت کے مطابق کرنی

چاہیے، مگر اب تکلفات کی وجہ سے مہمان داری کو بوجھ

سمجھا جانے لگا ہے۔ چنانچہ اب عوی طریق میں یہ بن گیا ہے

کہ یا تو عمدہ کھانا پیش کر دیا یا مہمان داری ہی چھوڑ دو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ایک شخص نے رسول اللہ علیہ السلام کی خدمت میں آکر

عرض کیا کہ میں فاقہ سے ہوں (یعنی کہی دن سے صحیح طرح

کے کھانا نہیں ملا ہے)۔ آپ علیہ السلام نے اپنی کسی زوجہ کی

طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس

(2) مہمان کے کھانے کا فوری انتظام کرنا چاہیے۔

(3) مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان مخفی طور پر نگاہ

بچا کر کرنا چاہیے، کیونکہ اگر مہمانوں کو معلوم ہو

جائے گا تو ازاہ جھکف وہ اس کو روکیں گے۔

(4) مہمانوں کے سامنے عمدہ سے عمدہ کھانا پیش کرنا

چاہیے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام موتا تازہ بچھرا

ذبح کر کے بھون کر لے آئے۔

(5) مہمانوں سے نہ کھانے کی وجہ انتہائی ادب کے

ساتھ پوچھنی چاہیے۔

(6) مہمانوں کے نہ کھانے پر مغموم اور پر بیشان ہوتا

چاہیے نہ کہ خوش محسوس ہو۔

(7) اگر آپ کسی کے مہمان ہیں اور کسی وجہ سے نہیں

کھانا چاہتے تو عمدہ الفاظ میں عذر بیش کریں۔

ہمارے ہاں بالخصوص شہری معاشرے میں مہمان کی

آمد پر ناگواری محسوس کی جاتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ علیہ السلام

نے مہمان کا اکرام ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ حضرت

ابو شریح خوبیلہ بن عمرو الغزاعی علیہ السلام سے روایت ہے کہ

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا:

”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو

وہ اپنے مہمان کی دستور کے مطابق ہر طرح سے عزت

کرے۔“ (صحابہ کرام نے) پوچھا: یا رسول اللہ علیہ السلام!

دستور کے موافق کب تک ہے؟ فرمایا: ”ایک دن اور ایک

رات! اور میزبانی تین دن کی ہے“ اور جو اس کے بعد ہو وہ

اس کے لیے صدقہ ہے۔“ (متفق علیہ)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام

نے فرمایا:

”کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی

کے پاس اس حد تک تھبیرے کرائے گا، ہاگر ہی کر دے۔“

صحابہ کرام علیہم السلام نے دریافت کیا: یا رسول اللہ علیہ السلام!

وہ اسے گناہ کار کیے کرے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ہوئی چاہیے۔

موجودہ نظامِ تمدن میں گوہ مہمان نوازی کی ذمہ داری

ہم لوگوں اور ریاستوں نے اپنے سر لے لی ہے، مگر گزشتہ

نظامِ تمدن میں اس کی اہمیت مسلم تھی اور اب بھی مہمان نوازی

مشرقی تمدن کے خیر میں داخل ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی

وقت کی کام مہمان ہوتا ہے، اس لیے ہماری سوسائٹی میں

اس کی حیثیت متبادل اخلاق کی صورت اختیار کر گئی ہے

مہمان نوازی صرف کار و باری مراسمِ رشتہ داری نہ ہے،

شادی بیان میں رسم اور حوصلہ پر بنا نا غیرہ کی حد تک مدد و ہو

گئی ہے۔ اگرچہ گزشتہ مذاہب کی اخلاقی تعلیمات میں

مہمان نوازی کا ذکر موجود نہیں ہے، لیکن اہل عرب میں

مہمان کا بہت براحت سمجھا جاتا تھا اور مہمان کی خدمت اور

حافظت میزبان اپنا فرض سمجھتا تھا، اسلام آنے کے بعد

اس کی اہمیت اور بڑھ گئی۔

قرآن کریم میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر

فرمایا ہے:

”(اے پیغمبر علیہ السلام!) کیا ابراہیم کے مهزوز مہمانوں کا

واقعہ آپ تک پہنچا ہے؟ جب وہ ابراہیم کے پاس آتے تو

انہوں نے سلام کہا۔ ابراہیم نے بھی سلام کہا۔ (اوہل میں

سوچا کہ) یہ کچھ انجان لوگ ہیں۔ پھر چکپے اپنے گھر

وہ اپنے مہمان کی دستور کے مطابق ہر طرح سے عزت

کرے۔“ (صحابہ کرام نے) پوچھا: یا رسول اللہ علیہ السلام!

اسے ان مہمانوں کے سامنے رکھا (اوہ) کہنے لگے: کیا آپ

لوگ کھاتے نہیں۔ اس سے ابراہیم نے ان کی طرف سے

اپنے دل میں ڈر محسوس کیا۔ انہوں نے کہا: تو ہی نہیں اور

انہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دی جو بڑا عالم ہو گا۔“

(الذریعت: 24: 28)

اس واقعہ سے مہمان داری کے متعلق چند آداب

ملئے ہیں:

(1) مہمان اور میزبان میں کام کی ابتداء سلام سے

ہوئی چاہیے۔

ریاستیں بھی خودکشی کرتی ہیں

و سعیت اللہ خان

جمہوریت کے لیے علیین ترین خطرہ ہے۔ یہ پالیسی نہ صرف ہمیں علاقائی و بین الاقوامی طور پر بندوق تھا کر دے گی بلکہ عالمی سطح پر بیوود شمشی کو زیر بڑھائے گی۔

ہم نے اب تک بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ مثلاً متعدد عرب ممالک پہلوں پی ایل اور جو تسلیم کرچکے ہیں اور عرب لیگ کے دیگر اکان بھی ہمیں 1967ء سے پہلے کی سرحدوں کے اندر تسلیم کرنے پر تباہ ہیں۔ ہم نے 1979ء میں مصر سے اور 1994ء میں اردن سے امن سمجھوتہ لیا۔ فلسطین اختاری ہم سے مکمل تعاون کر رہی ہے۔ مگر ہم ہیں کہ مسئلہ مقبوضہ علاقوں میں آباد کاربستیاں بڑھائے چلے جا رہے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ہمارا تو اور سخت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اگر ہم نے جلد راستہ بدلتا تو آگے اندھیرا ہے اور وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔“

سرکردہ اسرائیلی مصنفوں اور صحافی آرٹی شاہریت کے بقول ”صرف انسان ہی نہیں بعض اوقات ریاستیں بھی خودکشی کر لیتی ہیں۔ بطور اسرائیلی بچون سے مجھے خوف کی گھنی پالائی گئی۔ یعنی اگر ہم نے آنکھیں کھلی نہ رکھیں تو ہمارے دشمن ہم سے تکابوٹی کر دیں گے اور آگے بس مندرجہ غیرہ غیرہ۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا اُن سمجھتوں کے باوجود خوف کم ہونے کے بجائے بڑھتا گیا۔ ہمیں اپنی تعداد بیشہ کم لگی اور ہم اسے بڑھاتے چلے گئے۔“

اگر ہم نے اب بھی کچھ دیر تھم کر تقدیمی جائزہ لیتے کا آخری موقع بھی گواہ یا تو 2025ء تک مقبوضہ علاقوں میں بیوودی آباد کاروں کی تعداد ساڑھے سات لاکھ ہو جائے گی۔ پھر ممکن ہے ہوگا کہ اتنی زمین فتح جائے جس پر ایک قابل عمل فلسطینی ریاست بن سکے۔ پھر ہماری بقا کی دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا تو ہم ایک خالص اپارٹھائیڈ ریاست بن جائیں اور جمہوریت کو الوداع کہہ دیں یا پھر ایک دو قومی ریاست بن جائیں۔

دوسرا صورت میں ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسرائیل میں عرب اکثریت میں ہوں گے اور پھر ہمیں وہی جمہوریت بڑی طرح کامیابی میں جس کو اج ہم اپنے سینے کا تمغہ بنائے پھر تے ہیں۔ یہ وقت آنے سے بہتر ہے کہ ابھی ہم دو قومی ریاست کا فارمولہ سے مان لیں۔ جب دونوں ممالک کی اقتصادیات آپس میں جزاں گی تو پشتی دشمن کا زر بھی کم ہوتا چلا جائے گا۔ باقی سب راستے تباہی کی طرف جاتے ہیں۔“

سابق اسرائیلی وزیر خارجہ آنجمہ بھائی ایا بیان کا مقولہ ہے: ”اسرائیل نے کبھی بھی موقع ہاتھ سے جانے کا موقع ضائع نہیں کیا۔“ (بٹکریہ روز ناما کمپنی پر، 9 دسمبر 2023ء)

اس کا ایک ثبوت 1995ء میں یہر و زیر اعظم ایک رائیں کا ایک بیوودی انتباہ پسند کے ہاتھوں قتل ہے۔ ایک فلسطینیوں سے امن سمجھوتہ کرنے والے رائیں کو قوم کا نادر سمجھتا تھا۔ لیخود اور دیگر مددی بھی جماعیت اور اسرائیل دیکھا جائے۔

اسرائیل میں ایک انتباہ پسند نہیں ایک صاف صاف کبھی ہے کہ دریا اردن سے بھیرہ روم تک کی جس زمین کا وعدہ ہم سے خدا نے بڑا رون برس پہنچ کیا اس زمین میں کسی بھی غیر بھیودی کا وجود گوارا نہیں۔ اس ایبی کا صیہونیوں سے واحد اختلاف یہ ہے کہ صیہونی ایک بین الاقوامی سرحد کے اندھیدیہ مکاریوں کی ریاست چاہتے ہیں جب کہ مذہبی لایبی مسئلہ سے بالا وہ تمام خط چاہتی ہے جس کا آسمان وعدہ کیا گیا۔

وقت کے ساتھ ساتھ صیہونیت میں بھی دایاں اور بایاں بازو پیدا ہو گیا۔ کسی زمانے میں باعیں بازو کی یہر پارٹی ہی سکول صیہونیت کی علمبردار تھا اور 1948ء سے 1977ء تک مسئلہ اسی کی حکومت رہی۔

مگر 1977ء میں لیخود پارٹی پہلی بار انتصار میں آئی اور برلنیوی تو آبادیاتی ریکارڈ کے مطابق سابق دہشت گرد میشمینگن اور ان کے دہشت گرد ساتھی ایک اس بیوودیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا، ”ہم اسرائیل کے اندھر ایک ایسے ماحول میں رہتے ہیں جو اور گرو کے معروضی حالات کو شفاف انداز میں دیکھنے سے قاصر ہے۔ فاسطہ سے چیزیں زیادہ واضح نظر آتی ہیں۔ لہذا آپ (امریکی بھیودی) پر بطور اسرائیلی کے خاص جماعیتیوں کے یہ ذمے داری بھی عائد ہوتی ہے کہ اسرائیلی قیادت کو برلان خطرات سے آگاہ کرتے رہیں جو آپ بیہاں بیٹھ کے بہتر طور پر دیکھ سکتے ہیں۔“

کیا آپ کو نہیں لگتا کہ اگر اسرائیلی اسٹبلشمنٹ اپنی توسعہ پسندان پالیسیوں کا بھیں بند کر کے آگے بڑھاتی رہی اور ایک آزاد خود چار فلسطینی ریاست کی راہ میں رکاوٹ بھیوڑی آباد کاری کے مل کو وہ کنے کے بارے میں سوچتا کسی بھی اسرائیلی حکومت کے لیے خودکشی کے برابر ہے۔

خود اسرائیلیوں کی اکثریت کا جھکاؤ بھی مشرقی یورپ سے بیوودیوں کی مسئلہ آمد کے سبب وقت کے ساتھ ساتھ (فلسطینی) کو مسئلہ دبایا کے رکھنا اسرائیلی بقا اور اس کی

اگرچہ اقوام مختلف کی قراردادوں اور بین الاقوامی قوانین کے مطابق مقبوضہ علاقوں کی زمین بیت میں کوئی بھی رد و بدل غیر قانونی ہے۔ تاہم مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں بیوودی آباد کاری کے مل کو وہ کنے کے بارے میں سوچتا کسی

خود اسرائیلی حکومت کے لیے خودکشی کے برابر ہے۔

بیوودیوں کی مسئلہ آمد کے سبب وقت کے ساتھ ساتھ باعیں بازو کے بجائے داکیں بازو کی جانب ہوتا چلا گیا۔

How international law is used to cover up Israeli settler-colonialism

Shahd Hammouri

(Lecturer in International Law at the University of Kent)

"On October 7, Israel announced it was "at war". The Israeli government declared it was launching a "large-scale operation to defend Israeli civilians". Two days later, its defence minister, Yoav Gallant, announced a full blockade of Gaza, cutting off supplies of electricity, fuel, water and food; "We are fighting human animals," he said. Since then, more than 18,500 Palestinians have been killed by Israeli bombardment of the Gaza strip, more than a third of them children. More than 1.7 million people have been displaced within the enclave, with civilians having no safe zone to flee to.

Amid this death and destruction, the dominant narrative in Western media and political circles has been that this is "a war", Israel has the "right to defend itself" against "terrorism", and the Palestinian plight is a "humanitarian" issue. This framing of what is going on – backed with language borrowed from international law – completely distorts the reality on the ground. Everything that is happening now in Israel-Palestine is taking place within the context of colonization, occupation and apartheid, which according to international law, are illegal. Israel is a colonizing power and the Palestinians are the colonized indigenous population. Any reference to international law that does not recall these circumstances is a distortion of the story. The status of Israel as a colonizing state was clear in the early days of the United Nations. It is notable that much of the peculiarity of the case of Palestine, and in turn, its susceptibility to misrepresentation and manipulation, is that it was colonized at the moment when mass-colonization of the Global South was theoretically ending. For example, the representative of the Jewish Agency, Ayel Weizman, one of the main actors in enabling the Zionist project, described what was happening at that time as Jewish "colonization of Palestine" during the hearings of the UN Special

Committee on Palestine in 1947, as the recognition of the state of Israel was being deliberated. Resolutions issued by the UN General Assembly during the 1950s-1970s tended to couple Palestine with other colonized nations. For example, Resolution 3070 of 1973 declared that the UNGA "Condemns all Governments which do not recognize the right to self-determination and independence of peoples, notably the peoples of Africa still under colonial domination and the Palestinian people". Similarly, the case of Palestine was also portrayed as a close relative to the case of apartheid South Africa. For example, Resolution 2787 of 1971 said that the General Assembly "confirms the legality of the people's struggle for self-determination and liberation from colonial and foreign domination and alien subjugation, notably in southern Africa and in particular that of the peoples of Zimbabwe, Namibia, Angola, Mozambique and Guinea [Bissau], as well as of the Palestinian people by all available means consistent with the Charter of the United Nations". Following the 1967 war, Israel's occupation of the West Bank, East Jerusalem, Gaza, the Sinai Peninsula and the Golan Heights, prompted the UN Security Council Resolution 242, which in its preamble emphasized "the inadmissibility of the acquisition of territory by war" and called for the "withdrawal of Israel armed forces from territories occupied in the recent conflict". However, the resolutions' deliberate ambiguity in referring to "territories occupied" in the English version of the text, has been used by Israel to justify its occupation and annexation for over half a century. It also paved the way for Israel to start building settlements – something Francesca Albanese, the UN Special Rapporteur on the situation of human rights in the Palestinian territories, defined in her report A/77/356 as "colonizing" the West Bank. The context of colonization and occupation was

brushed to the side with the signing of the Oslo Accords in 1993, which was presented to the international agreement as a "peace agreement" that put an end to the "Palestinian-Israeli conflict". It, of course, did no such thing. The oppression and dispossession of the Palestinian people at the hands of their Israeli colonizers continued. Removing the context of colonization and occupation has facilitated the portrayal of Palestinians as exclusively being one of two categories: "victims" of a humanitarian crisis or "terrorists". On the one hand, framing the plight of the Palestinians as a humanitarian concern covers up its root causes. As multiple UN and rights organizations reports have pointed out, the Israeli occupation and apartheid have devastated the Palestinian economy and pushed Palestinians into poverty. The focus on the humanitarian element perpetuates aid dependency and sidelines demands for accountability and reparations. On the other hand, the narrative that presents Palestinians as "terrorists" obfuscates the reality that the Israeli army's goal has always been the eradication of the "Palestinian problem" by any means possible, including ethnic cleansing, subjugation, and displacement. It also denies the Palestinian people the right to resist, which is outlined in international law.

The Universal Declaration of Human Rights stresses in its preamble that "it is essential, if man is not to be compelled to have recourse, as a last resort, to rebellion against tyranny and oppression, that human rights should be protected by the rule of law". In effect, this means that rebellion against tyranny and oppression when human rights are not protected is acceptable. Similarly, many UN General Assembly resolutions from the 1950s-1970s, the First Protocol of the Geneva Conventions, and the case law of the International Court of Justice, provide evidence for the legitimacy of peoples' struggle by all means at their disposal in the exercise of self-determination. Of course, as they resist in whichever form, Palestinians are bound by the rules of the conduct of hostilities in international humanitarian law. The denial of the right to resist for the Palestinians goes hand-in-hand with Israel and its allies constantly evoking the Israeli "right to defend itself". But Article

51 of the UN Charter, which legitimizes the use of force in the name of self-defense, cannot be invoked when the threat emanates from within an occupied territory.

The International Court of Justice re-affirmed this principle in its advisory opinion on the Legal Consequences of the Construction of a Wall in the Occupied Palestinian Territory (2004). It is important to point out that even though Israel unilaterally withdrew its soldiers and settlements from Gaza in 2005, it still exercises effective control over the territory. This reality has been blatantly apparent over the last two months as Israel has resorted to cutting off food, water, medical supplies, electricity and fuel – all essential for the existence of the population of Gaza. According to international humanitarian law, Gaza is occupied by Israel and the latter cannot claim self-defense as a legitimate reason for its aggression against a threat that emanates from within a territory it has effective control over. In this sense, Israel is perpetrating war crimes, crimes against humanity, and the crime of genocide in Gaza not in the context of "self-defense", but of occupation. The Israeli army has undertaken the indiscriminate and disproportionate use of explosive weapons, forced displacement of over 1.7 million people in Gaza, the cutting off of fuel, electricity, food, water and medical supplies, amounting to collective punishment.

Unfortunately, these crimes are not an anomaly, but a part of the continued systemic violence inflicted by Israel on the Palestinian people over the past 75 years. In trying to justify the shocking civilian death toll in Gaza, Israel and its supporters have frequently evoked the laws of war, throwing around terms like "human shields" and "proportionality".

It is, therefore, not surprising that as Israel is exterminating Palestinians in Gaza and the West Bank, the mainstream international legal reaction has reflected a continuing colonial attitude which disregards distortions and misrepresentations and refuses to call things by their name – settler colonialism, resistance, and the people's right of self-determination.

Courtesy: <https://www.aljazeera.com/>

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH
SYRUP

Acefyline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین
کھانسی کا شربت
شوگرفی
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکسان مفید

